UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224293
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۲۳ Accession No. 2945

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

تلاطم ایران

یعنے

شکسپیر کا مشہور ڈراما میکبتھ

مترجمہ

مسٹر شہراب جی پیشنجی کانگا مددگار معتمد محکمہ

فنانس سرکار عالی

باہتمام سید محمد طاہر رضا

مطبع انوار الاسلام حیدرآباد میں چھپا

Checked 1978

P. G. P. G.

ہدیہ

مین اس کتاب کو اپنی پیاری مان کی یادگار مین جنکی عمدہ
تربیت کی بدولت مین اسوقت یہ نسخہ ناظرین پرتمکین کیخدمت
پیش کرسکا ہون اور جنھون نے مجھے بیالیس سال تک اپنی
آغوش شفقت مین پرورش کیا تھا اور جنکی محبت کا احسان
مین مرتے دم تک نہین بھول سکتا با دیدۂ اشکبار و سینۂ غمخوار
اُنکے نام نامی سے منسوب ومعنون کرتا ہون۔

سہراب جی پیستنجی کانگا

مترجم

LIBRARY

دیباچہ

مین نے یہہ ترجمہ پندرہ سال کے قبل کیا تھا مگر بعض اسباب سے اسکے شایع کرانیکی نوبت نہ آئی - ترجمہ حتی الامکان لفظی کیا گیا ہے تاکہ طالب العلمونکو بھی اُس سے مدد ملے لیکن اسکے ساتھ ہی اُردو محاورہ کا بھی پورا خیال رکھا گیا ہے البتہ شاذ و نادر مواقع پر مثلاً دربان کی اسپیچ مین اصل سے کسیقدر تجاوز اس وجہ سے کیا گیا ہی کہ مضمون ناظرین اُردو کے مذاق کے موافق اور دلچسپ ہو

جس ناٹک کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے اُسکی خوبیوں کی نسبت کچھ کہنا گویا چھوٹا مُنہ بڑی بات ہے - شکسپیر اور اُسکی تصنیفات کی تعریف سے کون انگریزی دان بے خبر ہے - خصوصاً میکبتھ کا قصہ ایسا پُر معنی عبرت خیز اور درد انگیز ہے کہ اُس کے مطالعہ سے وہ اثر پیدا ہوتا ہے جو کسی وعظ سے بھی نہین ہو سکتا مین نے اس قصہ کا موقع یا منظر ایران کو بنایا ہے اور اس وقت اُس بدنصیب ملک کی حالت اتفاقاً ویسی ہی ہو گئی ہے جیسی ناٹک مین بیان ہوئی ہے - خدا کرے یہہ قدیم سلطنت اپنی مصیبتون اور گرفتاریون سے جلد نجات حاصل کرے اور وہان پھر جمشید کیخسرو - شاپور اور نوشیروان جیسے عالم پناہ بادشاہون کا زمانہ تازہ ہو - آمین ثم آمین -

اس ترجمہ مین میرے مرحوم دوست مولوی محمد عباس صاحب نے جو بڑی مدد

مجھکو دی تھی۔ اُس کا اظہار دلی شکریہ کے ساتھہ کیے بغیر مین نہین رہ سکتا
اُن کی بے وقت وفات سے سرکار عالی نے ایک سچے وفادار عہدہ دار
اور اردو لٹریچر نے ایک عمدہ مصنف اور شاعر اور مین نے اپنا ایک سچا دوست
کھو دیا ہے۔ خدا اُن کو بخشے اور اُن کے فرزندون کو اُنھین کے قدم بقدم
چلنے کی ہدایت دے۔ افسوس ہے کہ وہ اس وقت اس کتاب کے دیکھنے کو
زندہ نہین رہے جس کی اشاعت کے لیے وہ ہمیشہ مجھکو ترغیب دیتے تھے۔
راے بہادر بھولا لال صاحب نے بھی مجھے کسیقدر بیش بہا مشورت اور امداد
دی ہے جس کیلیے مین اُنکا بھی ممنون ہون۔

اس کتاب کے چھپوانے کے وقت مین یکبیک سخت علیل ہوگیا
اس وجہہ سے مین نے پروف دیکھنے اور طبع کے متعلق تمام انتظام کرنے کا
کام اپنے مرحوم دوست مولوی محمد عباس کے لائق فرزند مولوی ہدایت عباس
کے تفویض کردیا اور اُنھون نے نہایت خوشی اور دلدہی کے ساتھہ اُسکو
انجام کو پہونچایا اس برموقع اور قیمتی مدد کے لیے مین اُن کا شکریہ
ادا کرتا ہون۔ فقط

سہراب جی پیستنجی کانگا

مترجم

اشخاص ناٹک

فتح علیشاہ	بادشاہ ایران
شاہزادہ سلیمان	فرزندان شاہ ایران
شاہزادہ فرید	فرزندان شاہ ایران
شاہ طہماسپ	بادشاہ توران
شاہم میرزا	حاکم خراسان
نادر قلی خان	سپہ سالاران شاہ ایران
احمد خان	سپہ سالاران شاہ ایران
سُہراب	فرزند احمد خان
تیمور	سپہ سالار فوج شاہ توران
عبدالرحمٰن	فرزند تیمور
مخدوم بیگ	نادر قلیخان کا ایک سردار
داؤد مرزا	امراء شاہ ایران
مرزا باقر	امراء شاہ ایران
امیر عبداللہ	امراء شاہ ایران
ناصر جنگ	امراء شاہ ایران

امیر حسن
شوکت الدولہ
نورجہان — نادر قلی خان کی بیگم
جہان آرا — داؤد مرزا کی بیگم
داؤد مرزا کا بیٹا۔
ایک تورانی طبیب۔
ایک ایرانی طبیب۔
ایک دربان
ایک پیر مرد
نورجہان کی ایک خادمہ
بڑھیا ساحرہ
تین ساحرہ
امراء۔ مصاحبین۔ سرداران فوج۔ سپاہی۔ جلاد۔ خدمتگار راہ رہ گیر کار
منظر۔ ایران و توران۔

بنام ایزد بخشایندۂ بخشایشگر مہربان

پہلا ایکٹ

پہلا سین۔ بیابان

(ایک عظیم طوفان شدومد سے برپا ہے اور تین ساحرہ دکھلائی دیتی ہین)

پہلی ساحرہ۔ کیون بہنو پھر کب ملوگی۔ آندھی مین یا مینہہ مین ؟

دوسری ساحرہ۔ جب یہہ بکھیڑا مٹ جائے اور اس لڑائی مین ہار جیت ہو جائے

تیسری ساحرہ۔ یہہ سب تو شام تک ہی ہو جائے گا۔

پہلی ساحرہ۔ ٹھیک ہے۔ مگر یہہ بھی تو کہو کہ کہان ملوگی ؟

دوسری ساحرہ۔ کوہیر کے جنگل مین۔

تیسری ساحرہ۔ اچھا۔ اور اُسی جگہہ یہہ نادر قلی خان سے بھی ملاقات کرینگے۔

پہلی ساحرہ۔ اجی یہہ تو سنو۔ بڑھیا پکارتی ہے۔ آئی امان آئی۔

دوسری ساحرہ۔ چلو جی چلو۔ نہین تو بڑھیا بگڑ جائیگی۔

تیسری ساحرہ۔ چلو چلو جلد چلو۔

(تینون ساحرہ مل کر) بھلے کا بُرا اور بُرے کا بھلا ہے ؛ بدی سے امن ہی نکو ئی بلا ہے

بہار و چمن سے ہین کچھ نہ کام ہی ؛ بیابان و جنگل ہمارا مقام ہے

(تینون جادوگرنیان جاتی ہین)

دوسرا سین

(شہر و دسکے نزدیک ایک خیمہ گاہ سے ڈھول اور تُرئی کی آواز آرہی ہے فتح علیشاہ

اور شاہزادگان سلیمان و فریدوں مرزا باقر خدمتگارون کے ساتھ آتے ہین اور

سامنے سے ایک سپاہی خون مین تر ابور آتا ہوا دکھائی دیتا ہے)

فتح علی شاہ۔ وہ کون خون مین تر بتر آرہا ہے۔ اس کوایسے حال مین دیکھکر

مین یہہ قیاس کرتا ہون کہ جنگ کی تازہ خبر اس شخص سے معلوم ہوگی۔

شاہزادہ سلیمان۔ یہہ وہی بہادر سپاہی ہے جس نے بڑی شجاعت اور مردانگی

کے ساتھہ مجھہ کو دشمن کے جنگل مین گرفتار ہونے سے بچایا (سپاہی کی طرف مخاطب

ہوکر) اے رفیق دلاور تیرا آنا مبارک ہو۔ تو عین وقت پر آیا ہے۔ کیونکہ حضرت

پیر و مرشد اس جنگ کی کیفیت سُننے کے منتظر ہین۔ اس لیے بیان کر کہ جب تو

لڑائی کے میدان سے روانہ ہوا تو جنگ کی کیا صورت تھی۔

سپاہی۔ خداوند اُس وقت جنگ کا نتیجہ پوری طور سے ظاہر نہین ہوا تھا۔

دونون لشکر لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اور کسی کی ہار جیت نہ ہوئی تھی حضرت پر

روشن ہے کہ نمکحرام اسمعیل نے سمرقند اور ہرات سے ترک اور افغانون کو اپنی مدد

کے لیے بلایا ہے اور قسمت نے کچھہ عرصہ تک اُس ملعون کی یاری بھی کی مگر جہان پہلوان

نادر نے جو حقیقت مین رستم زمان ہے قسمت کی بھی پرواہ نہ کی اور اپنی تیز شمشیر سے

ہزارون سپاہیون کو نیست و نابود کرتا ہوا اُس غدّار کے روبرو پہونچ گیا اور ایک ہی زبردست ضرب سے اس کافر کے دو ٹکڑے کر کے اُس کی پلید روح کو جہنم واصل کر دیا اور اُس کا سر قلعہ کی فصیل پر لٹکا دیا۔

فتح علی شاہ۔ شاباش میرے بہادر سردار۔ شاباش میرے نامور امیر۔

سپاہی۔ لیکن خداوند یہہ معروضہ بھی سماعت فرمایا جائے کہ جس طرح مشرق سے آفتاب عالمتاب طلوع ہوتا ہے اُسی طرح خطرناک طوفان اور بادسموم بھی اُسی جانب سے آیا کرتی ہے اور جس جگہہ سے خوشی اور کامیابی پیدا ہوتی ہے اُسی جگہہ سے رنج و مایوسی بھی ظاہر ہوا کرتی ہے اسی طرح نادرقلی خان کی جوانمردی سے غالب آنے اور بُزدل ترک اور افغانیون کے ذلت کے ساتھ بھاگ جانیکے بعد علاءالدولہ سپہ سالار گردستان نے موقع پاکر ایک بڑی فوج میدان مین بھیجی اور لشکر ہمایون پر حملہ کیا۔

فتح علی شاہ۔ تو کیا اس ناگہانی واقعہ سے میرے دلیر سردار نادر اور احمد نااُمید ہوئے۔؟

سپاہی۔ جی ہان حضرت پیر و مرشد کیا کہون اُن کے ہوش اُسی طرح باختہ ہو گئے جیسے عقاب چڑیا کو یا شیر خرگوش کو دیکھکر گھبرا جاتے ہین۔ سچ ہے کہ دونون سردار مست ہاتھی کی طرح مقابلہ مین گئے اور وہ دھوم مچائی اور ایسا قتل عام کیا کہ گویا خونکا دریا بہنے لگا اور کھوپڑیون کا ڈھیر ہو گیا۔ مگر جہان پناہ اب میرے زخمون کے علاج کی طرف توجہہ فرمائی جائے۔

فتح علی شاہ۔ یہہ تیری باتین اور تیرے زخم دونون تجھے زیبا ہین اور دونون سے

مردانگی کی بو آتی ہے۔ دیکھو کوئی یہاں آؤ۔ اور جراحوں کو بلا کر اس جوان کا جلد علاج کراؤ۔ اچھا بہادر سپاہی خدا حافظ۔ (سپاہی اور خدمتگار روانہ ہوتے ہیں)

(امیر عبداللہ داخل ہوتے ہیں)

شاہزادہ سلیمان حضور! امیر عبداللہ حاکم مازندران آرہے ہیں۔

میرزا باقر۔ ان کے بشرہ سے کسی قدر تعجیل پائی جاتی ہے اور چال ہی گواہ ہے کہ وہ کوئی بہت اہم خبر لیے آتے ہیں۔

امیر عبداللہ۔ حضرت شہنشاہ سلامت باد۔

فتح علی شاہ۔ کہو میرے نامور عبداللہ کہاں سے آتے ہو۔

امیر عبداللہ۔ خداوند نعمت جان نثار بوستان سے آرہا ہے جہاں گردستانی جھنڈے آسمان سے سرکشی کر رہے تھے اور حضرت کے بہی خواہوں کے دل سرد پژمردہ ہوگئے تھے۔ علاء الدولہ نے نمکحرام و غدار حاکم خراسان کی مدد سے ایک بہت بڑی جرار فوج کے ساتھ ہولناک لڑائی شروع کی مگر جانباز نادر قلی خان نے دلیری اور بہادری کے ساتھ اس سے پورا مقابلہ کیا اور ہر طرح سے اسے تنگ کر کے آخر کار فتحمند ہوئے۔

فتح علی شاہ۔ الحمد للہ زہے سعادت۔

امیر عبداللہ۔ اب علاء الدولہ صلح و معافی کے لیے معروضہ کرتا ہے لیکن نادر قلی خان پانچ لاکھ دینار بطور جرمانہ لیے بغیر اس کی عرض منظور کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اس کے مقتول سپاہیوں کو دفن تک نہیں کرنے دیتے۔

فتح علی شاہ۔ دغاباز شام مرزا حاکم خراسان کو آیندہ ہرگز ایسا موقع نہ دینا چاہیئے

کہ اپنے مکر و فریب سے پھر دھوکہ دیکر ملک کو نقصان پہنچائے۔ جاؤ فی الفور اُسے قتل کرنے کا حکم دو اور اُس کی جگہ نادر قلی خان کو حاکم خراسان کردو۔

امیر عبداللہ۔ بہت خوب پیر و مرشد فدوی ابھی اس حکم کی تعمیل کیلیے جاتا ہے

فتح علی شاہ۔ غدار شام مرزا نے اپنے ہاتھوں اپنی تباہی اور بربادی کر کے نادر قلی خان کی عزت و توقیر میں ترقی کرا دی۔

(سب جاتے ہیں)

NIA UNIVERSITY
LIBRARY

تیسرا سین

شہر ودسکے نزدیک ایک جنگل

(طوفان برپا ہو رہا ہے اور پہلے جو تین جادوگرنیاں نظر آئی تھیں وہ پھر ظاہر ہوتی ہیں)

پہلی ساحرہ۔ کیوں بہن کہاں تھیں۔ ؟

دوسری ساحرہ۔ سُور کاٹنے گئی تھی۔

تیسری ساحرہ۔ اور بہن تم کہاں تھیں ؟

پہلی ساحرہ۔ ایک خلاصی کی عورت گودمیں چنے مُرمُرے لیے منھ ہلاتی ہوئی چباتی بیٹھی تھی۔ میں نے کہا مجھے بھی دے۔ مگر اُس موٹی چڑیل نے مجھے دتکار نکال دیا۔ اُس ڈائن کا خصم سراندیپ کو گیا ہے مگر میں بھی چلنی کی ناؤ میں بیٹھکر اُس کے پیچھے لگو نگی اور بے دم چوہے کی صورت اختیار کرکے اُس کے جہاز کو کترونگی بیشک کترونگی اور ضرور کترونگی۔

دوسری ساحرہ۔ میں تجھے سفر کے لیے ایک رخ کی ہوا دونگی۔

پہلی ساحرہ۔ بہن بڑی مہربانی ہوگی۔

تیسری ساحرہ۔ مین دوسرے رُخ کی ہوا دون گی۔

پہلی ساحرہ۔ بس باقی توسب سامان میرے پاس موجود ہے اور مین تمام بندرگاہون سے واقف ہون۔ مین اُس پاجی کو گھانس کی طرح سُکھا دون گی۔ اور رات دن کی نیند اُڑا کر اُس کی آنکھون مین نہ آنے دون گی۔ پھر ہر شخص اُس سے دور بھاگتا پھرے گا۔ اور مہینے مہینے تک وہ کنگال کڑھتا اور گلتا رہے گا۔ اور اگرچہ اُس کا جہاز غارت نہ ہوگا۔ مگر طوفان اور آفتون مین مبتلا رہے گا۔ دیکھو میرے پاس کیا چیز ہے۔

دوسری ساحرہ۔ مجھے دکھاؤ جی مجھے دکھاؤ۔

پہلی ساحرہ۔ یہہ ایک آرکاٹی کا انگوٹھا ہے جس کا جہاز سفر سے پلٹتے وقت ٹوٹ کر ڈوب گیا تھا۔

(اندر سے ڈھول کی آواز آتی ہے)

تیسری ساحرہ۔ سنو جی ڈھول بج رہا ہے نادر قلی خان آتا ہوگا۔

(تینون ساحرہ ایک آواز سے)

ہم ہین تینون پہیلیاں ۓ — پھرتی ہین ہاتھ مین ہاتھ ملاۓ۔
خشکی اور تری یکسان — ہم کو ہین دونون آسان۔
تیرے تین اور میرے تین — اُس مین ڈالو اُس کے تین
نو کو سمجھو دل کے اندر — پورا کرو جادو منتر

(نادر قلی خان اور احمد خان داخل ہوتے ہین)

نادر قلی خان۔ ایک لحظہ مین ایسی نفیس ہوا اور دوسرے لحظہ مین ایسا شدید

طوفان مین نے آجتک کبھی نہین دیکھا تھا۔

احمد خان۔ یہان سے شہر و کتنی دُور کہا جاتا ہے؟ آہا وہ کون لاغر اور نحیف گے ہین جو لوہو جنگلی لباس پہین اُدھر نظر آتے ہین۔ زمین پر رہنے والے تو نہین معلوم ہوتے گو زمین پر کھڑے ہین۔ (اُن کی طرف مخاطب ہوکر) کیا تم جاندار ہو؟ اور کیا تم سے انسان بات کرسکتا ہے؟ معلوم تو ہوتا ہے کہ تم میری بات سمجھ سکتے ہو کیونکہ تم سب نے اپنی پھٹی ہوئی انگلیان اپنے ہونٹون پر ایک ہی وقت مین رکھدی ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم عورت ہو۔ مگر تمھاری ڈاڑھی سے شبہ پیدا ہوتا ہے۔

نادر قلی خان۔ اگر تم بول سکتی ہو تو کہو کہ کون ہو۔؟

پہلی ساحرہ۔ بندگی عرض ہے نادر قلی خان بہادر حاکم سیستان۔

دوسری ساحرہ۔ مجرا عرض ہے۔ نادر حاکم خراسان۔

تیسری ساحرہ۔ کورنش اے نادر آیندہ شاہ ایران۔

احمد خان۔ (نادر سے) کیون جناب آپ بھڑکے کیون اور ایسی خوش آیند باتون سے کیون خائف ہوئے جاتے ہین۔ آپ کو قسم ہے سچ کہیے کہ کیا آپ صرف ظاہر داری کے لیے ایسا کرتے ہین یا درحقیقت آپ کو کسی قسم کا خوف معلوم ہوتا ہے (جادوگرنیون سے مخاطب ہوکر) تم لوگون نے میرے دوست کو اعلیٰ درجہ کے خطابات سے مخاطب کیا ہے اور آیندہ کے واسطے ترقی درجات اور منزلت شاہی کی اُمید دلائی ہے جس سے وہ متعجب و متحیر ہوگئے ہین۔ مجھے کیون تم کچھہ نہین کہتین؟ اگر تم زمانہ کی ابتدا اور انتہا کو دیکھہ سکتی ہو اور یہ کہہ سکتی ہو کہ کس بیج سے درخت ہوگا اور کس سے نہ ہوگا تو میری نسبت بھی جو کچھہ ہونا ہو وہ کہہ ڈالو کیونکہ مین نہ تمہاری عنایت کا

خواستگار ہون اور نہ تمھاری نصرت سے ڈرتا ہون۔

پہلی ساحرہ۔ بندگی۔

دوسری ساحرہ۔ تسلیم

تیسری ساحرہ۔ مجرا۔

پہلی ساحرہ۔ نادر سے کمتر اور نادر سے بڑھکر۔

دوسری ساحرہ۔ اُس قدر خوش قسمت تو نہ ہوگا مگر زیادہ کامگار ہوگا۔

تیسری ساحرہ۔ اگرچہ تو بادشاہ نہ ہوگا مگر تیری اولاد تخت نشین ہوگی اچھا نادر اور احمد دونون کو سلام۔

نادر قلی خان۔ ٹھہرو اے معمہ گو ابھی اور کچھہ کہو۔ مین جانتا ہون کہ محمد علی کے انتقال سے مین سیستان کا حاکم تو بیشک ہو چکا ہون مگر حاکم خراسان کس لیے کہتی ہو ابھی تو شام مرزا زندہ تازہ و توانا اور سرسبز و شاداب ہے۔ اور شاہ ایران ہونا تو بالکل قیاس سے بھی خارج ہی۔ بھلا یہہ تو کہو یہہ عجیب خبر تم کہان سے لائین اور اس بیابان مین ہم کو روک کر ایسی الہامی مبارکباد یان کیونکر دے رہی ہو بولو مین تمھین تاکید کرتا ہون بولو۔

(جادوگرنیان غائب ہو جاتی ہین)

احمد خان۔ جیسے پانی مین بلبلے اُٹھتے ہین ویسے زمین مین بھی ہوتے ہین اور یہہ بھی ایسی ہی کچھہ تھین لیکن وہ کہان غائب ہوگئین۔

نادر قلی خان۔ ہوا مین۔ اور جو جسم نظر آتا تھا وہ سانس کی طرح ہوا مین مل گیا میری خواہش تھی کہ وہ کچھہ دیر اور ٹھہرتین۔

احمد خان - کیا ہم جن کا ذکر کرتے ہین بسی کوئی چیز پہان تھی؟ یا یہہ کہ ہمنے بھنگ پی یا انہون کھائی ہے جس سے ہماری عقل جاتی رہی۔

نادر قلی خان - آپ کی اولاد تو تخت نشین ہوگی۔

احمد خان - مگر آپ تو خود ہی بادشاہ ہون گے۔

نادر قلی خان - ہان اور حاکم خراسان بھی۔ کیون بھی کہا تھانا۔

احمد خان - یہی آمارا دیہی ترانہ۔ یہہ کون آرہا ہے۔

(امیر عبداللہ اور امیر حسن داخل ہوتے ہین)

امیر عبداللہ - اے امیر نادر جہان پناہ آپ کی فتح و نصرت کی خبر سُن کر بہت ہی شاد ہوئے اور جنگ مین آپنے جو بہادری اور دلیری ظاہر کی ہے اُس پر حضرت تعجب اور تحسین فرماتے ہین اور کُردستان کی مہیب فوج کے ساتھ آپنے جو دلیرانہ اور بیباک مقابلہ کر کے خونریزی کی اُس پر حیرت و آفرین کرتے ہین قاصد پر قاصد آئے اور اُنھون نے بھی پیغام حضرت سلطان کی بارگاہ مین پہنچایا کہ امیر نادر خان کی شجاعت سے ہر جا لشکر ہمایون کی ثناخوانی اور ملک ایران کی سربلندی ہو رہی ہے۔

امیر حسن - اور اس وجہہ سے شاہ جمجاہ نے آپ کا شکریہ ادا کرنیکے واسطے ہم کو بھیجا ہے ہم آپ کے لیے ابھی کوئی انعام یا خلعت لیکر نہین آئے ہین بلکہ پیشگاہ اقدس و اعلیٰ مین باریاب کرنیکے لیے حاضر ہوئے ہین۔

امیر عبداللہ - اور خود حضرت کی بارگاہ مین آپ کی جو عزت و توقیر ہونیوالی ہے اُسکی نسبت بطور مقدمہ مجھے ارشاد ہوا ہے کہ آپ کو حاکم خراسان کے خطاب سے مخاطب کرون اس لیے اے نامور امیر اسی نام نامی سے مخاطب کر کے مین اس وقت

آپ کی خدمت مین تسلیم بجا لاتا ہون۔

احمد خان۔ کیا شیطان بھی سچ بولا کرتا ہے۔

نادر قلی خان۔ حاکم خراسان تو زندہ ہے پھر کیون مجھے عاریتی لباس پہناتے ہو۔

امیر حسن۔ بیشک حاکم خراسان تو ابھی زندہ ہے مگر اب اُس کا تھوڑا ہی وقت باقی ہے کیونکہ بجرم بغاوت اُس نالایق غدار کے قتل کا حکم ہو چکا ہے۔ مجھے معلوم نہین کہ آیا اُس نے علاء الدولہ کو ظاہرا مدد دی یا خفیہ طور سے اُس کی طرفداری اور اعانت کی بہر صورت خواہ علانیہ ہو یا خفیہ مگر یہانتک تو تحقیق اور ثابت ہو چکا ہے اور خود اُس نے بھی اقبال کر لیا ہے کہ اپنے ملک کی تباہی اور غارت کے لیے اُس نے ایسی نمکحرامی کی جس کے عوض سوائے قتل کے کوئی اور سزا کافی نہین ہو سکتی۔

نادر قلی خان۔ (خود سے) حاکم سیستان اور حاکم خراسان تو ہو چکا اب سب سے اعلیٰ درجہ باقی ہے (امیر عبداللہ اور حسن کی طرف مخاطب ہو کر) جناب مین آپ کی تکلیف فرمائی کا نہایت ممنون و مشکور ہون۔ (احمد خان کی طرف مخاطب ہو کر) کیون صاحب اب آپ اپنی اولاد کے تخت نشین ہونے کی امید کرتے ہین یا نہین جنھون نے مجھے حاکم خراسان ہونے کی توقع دلائی تھی اُنھون نے یہہ بھی پیشین گوئی کی تھی کہ آپ کی اولاد تاج شاہی سے سرفراز ہوگی۔

احمد خان۔ اگر اُس پیشین گوئی پر پورا اعتماد کیا جائے تو آپ کو خراسان کی حکومت کے سوائے ایران کی بادشاہی بھی ملنی چاہیے مگر یہہ ایک بڑا تعجب خیز واقعہ ہے تاہم یاد رکھنا چاہیے کہ اکثر اوقات ایسے خبیث پلید اور شیطان انسان کو فریب دے کر تباہ کرنیکے لیے چھوٹی سی باتون مین صدق و راستی ظاہر کرتے ہین تاکہ بڑے اور

اہم معاملات میں دھوکا دیکر خراب اور پامال کر سکیں بھائیو آپ سے دو ایک
باتیں کرنی ہیں۔

نادر قلی خان۔ (خود سے) دو باتیں تو سچ نکلیں۔ شاہی مرتبہ تک عروج حاصل کرنیکے لیے ابتدا تو نہایت ہی مسعود ہوئی ہے (امیر عبداللہ اور حسن کی طرف مخاطب ہوکر) جناب من میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں (پھر خود سے) یہہ غیبی الہام منحوس کبھی نہیں ہو سکتا اور مسعود بھی نہیں خیال کیا جا سکتا کیونکہ اگر منحوس ہوتا تو کیونکہ اُس کی ابتدا کامرانی اور بختیاری سے شروع ہوتی؟ اور میں فی الوقع کس طرح پر حاکم خراسان ہوتا اور اگر مسعود ہوتا تو کیوں میرے دل میں ایسے دہشتناک خیالات پیدا ہوتے جن سے رونگٹے کھڑے ہوئے جاتے ہیں۔
اور میرا دل خلاف طبیعت اتنی شدت سے دھڑکتا ہے؟ ڈراونے خیالات واقعی مصیبتوں سے زیادہ ہولناک ہوتے ہیں۔ اگرچہ خون کرنے کا قصد تو ابھی میرے دل میں ایک خیالی تردد ہے مگر میرا جی اس طرح گھبراتا ہے کہ فکر سے تمام قوت حس وحرکت معطل ہوگئی ہے اور ہر طرف وہی خیالات کے سوا اور کچھہ نہیں نظر آتا۔

احمد خان۔ دیکھیے ہمارا دوست کیسا محو ہوگیا ہے۔

نادر قلی خان۔ (خود سے) اگر قسمت مجھے یقیناً بادشاہ بنانا چاہتی ہے تو پھر وہی میری کوشش کے بغیر تاج بھی کیوں نہ بخشدے۔

احمد خان۔ جیسے نئی پوشاک جسم پر ٹھیک نہیں اُترتی ہوا اور استعمال کے بعد ہی چست و درست معلوم ہوتی ہے اُسی طرح پر ان کو جو اعزاز ملے ہیں وہ بھی نرالے معلوم ہوتے ہیں۔

نادر قلی خان۔ (پھر خود سے) جو کچھ قسمت میں ہو سو ہو بُرے سے بُرا دن بھی آخر ختم ہوتا ہے۔

احمد خان۔ اے ناموَر نادر ہم آپ کے ارشاد کے منتظر ہیں۔

نادر قلی خان۔ جنابِ عالی مجھے معاف فرمائیے میرا سُست دماغ چند فراموش شدہ باتوں کے خیال میں مستغرق تھا۔ اے مہربان دوست آپ کی محبت اور شفقت کا بیان صحیفۂ دل کے ایسے ایک صفحہ پر لکھا گیا ہے جس کو میں ہر روز کھول کر پڑھتا رہونگا چلیے اب بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوں گے (احمد خان کی طرف مخاطب ہو کر) جو کچھ آج گزرا ہے اُس پر فرصت سے پورا غور کریں گے اور پھر ہم آپ دل کھول کر ایک دوسرے سے باتیں کریں گے۔

احمد خان۔ نہایت خوشی سے۔

نادر قلی خان۔ اُس وقت تک خاموش رہنا اچھا چلیے حضرات۔

(سب جاتے ہیں)

چوتھا سین

شہر دہ میں بادشاہ کا محل

(بگل کی آواز آتی ہے۔ اور فتح علی شاہ شاہزادہ سلیمان۔ شاہزادہ فریبیرز اباقر اور خدمتگار آتے ہیں۔)

فتح علی شاہ۔ کیوں شام مرزا قتل ہوا؟ اور جن لوگوں کو حکم قتل کی تعمیل کے لیے بھیجا تھا وہ واپس آئے یا نہیں۔

شاہزادہ سلیمان۔ پیرو مرشد اب تک تو نہیں آئے ہیں مگر ایک شخص ذجو شام مرزا کے

قتل کے وقت حاضر تھا مجھے خبر دی ہے کہ شام مرزا نے مرتے وقت اپنی لغاوتون کا صاف صاف اقبال کر لیا اور نہایت شرمندگی اور پشیمانی کے ساتھ بندگان حضرت سے معافی چاہی۔ اُس کا مرنا بیا زیبا تھا ویسا زیبا شاید کوئی کام اپنی عمر بھر مین اُس نے نہ کیا ہوگا وہ اس طرح مرا ہے جس سے یہہ ثابت ہوتا تھا کہ تمام زندگی مین اُس نے موت کی تیاری کر رکھی تھی تاکہ اپنی پیاری جان کو ایک ناچیز شئی کی طرح کھو دینے پر ہمیشہ آمادہ رہے۔

فتح علی شاہ۔ افسوس کہ انسان کے چہرہ سے اُس کے دل کی حالت پہچان لینے کی کوئی حکمت یا تدبیر نہین ہے مین شام مرزا کو ایک معتبر شخص سمجھکر اُس پر پورا بھروسہ رکھتا تھا۔

(نادر قلی خان۔ احمد خان۔ امیر عبداللہ اور امیر حسن داخل ہوتے ہین)

فتح علی شاہ۔ اے برادر نامی وگرامی مین ابھی ابھی بات پر بے انتہا افسوس کر رہا تھا کہ مین نے آج تک تیری پوری قدردانی نہین کی۔ تو یہان اسقدر جلد آپہنچا ہے کہ تیری بہادری اور وفاداری کا جو صلہ اور انعام مین تجھے میدان جنگ مین پہنچانا چاہتا تھا نہ پہنچا سکا مین چاہتا ہون کہ تیری لیاقت اور جان نثاری کسی قدر کم ہوتی تاکہ اُس کے مقابلہ مین میرا شکریہ اور احسان زیادہ معلوم ہوتا اب تو مین اتنا ہی کہہ سکتا ہون کہ مین جو کچھہ تجھے بخشون گا وہ تیرے استحقاق سے کم ہوگا۔

نادر قلی خان۔ خداوند نعمت جو اطاعت اور فرمانبرداری اس جان نثار کا فرض منصبی ہے اُس کا ادا کرنا ہی غلام کا صلہ اور انعام ہے حضرت کا حق ہے کہ ہر وقت اپنے بندون سے خدمت اور ملازمت لین اور جان نثارون کا فرض عین ہی کہ تخت شاہی اور شاہزادگان و ملازمان در دولت کی

عبودیت مین رات و دن کمر بستہ حاضر رہین اور یہہ بھی ہمارا کارلازمی ہے کہ تمام سعی
اور ہر قسم کی کوشش سے آستان ہمایون کی قدر و منزلت کو رونق دے کر سنوحبت الملوک ان
خسروانہ ہوتے رہین۔

فتح علی شاہ ۔ آپ کا یہان آنا مبارک ہو مین نے آپ کی ترقی کا بیج بو یا ہے اور
اب اس کی پوری نشو و نما کی کوشش کرون گا۔ نامور احمد خان آپ بھی کچھہ کم عزت
کے لائق نہین ہین اور یہہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آپنے کچھہ کم جان نثاری کی ہے یہان آئیے مین
آپ سے بغلگیر ہوتا ہون اور آپ کو اپنے سینے سے لگاتا ہون۔

(بغلگیر ہوتے ہین)

احمد خان ۔ اگر مین جہان پناہ کے آغوش مین نشو و نما پاؤن گا تو اُس کے پھل
چُننے کا اعلیحضرت ہی کا حق ہوگا۔

فتح علی شاہ ۔ اس وقت خوشی سے میرا دل اس قدر بڑھہ گیا ہے کہ میری آنکھون سے
آنسو بہنے لگے ہین۔ اے میرے عزیز فرزند و رشتہ دار و سردار و تم اس بات سے
مطلع ہو کہ مین اپنے ولی عہد شاہزادہ سلیمان کو تاج و تخت کا وارث مقرر کرتا ہون اور
آیندہ وہ شاہزادہ اصفہان کے نام سے معروف ہوگا مگر تنہا اُن ہی کی عزت بڑہائی
نہین کی جایئے گی بلکہ تمام لائق و فائق ارکان دولت مثل
ستارون کے امارت کے تمغون سے درخشان کیے جائین گے
نادر قلی خان اب مین یہان سے کرمان جاکر آپ کا مہمان ہونا چاہتا ہون اور مجھے
امید ہے کہ وہان بھی آپ مجھے اپنا ممنون و مشکور ہونے کا موقع دین گے۔

نادر قلی خان ۔ اُن ایام آرام کو زمانہ تکلیف سمجھنا چاہیے جو پیر و مرشد کی خدمت مین

نہ صرف کیئے جائین بین خود فاسد بنکر حضرت کی تشریف آوری کی خبر سے اپنی بیوی کو خوش کرونگا اس لیے اب رخصت چاہتا ہون۔

فتح علی شاہ۔ بہرے ناموہ حاکم خراسان خدا حافظ۔

نادر قلی خان۔ (خود سے) شاہزادہ اصفہان میری راہ مین ایک رخنہ ہے جسے ٹکڑے ٹکڑے یا نو بین گرونگا یا جس کو پھاند کر مجھے اپنا مقصد حاصل کرنا ہوگا۔ اے ستارو تم اپنی چمک چھپاؤ۔ اے روشنی تو میری سیاہ اور پُر فریب خواہشوں کو نہ دیکھ آنکھ تو ہاتھ کے فعل سے چشم پوشی کر یا خدا جس کام کے دیکھنے سے نظر ڈرتی ہے اُسے انجام کو پہنچا۔ (چلا جاتا ہے)

فتح علی شاہ۔ اے نیک احمد خان تیرا کہنا سچ ہے وہ پورا دلیر ہے اور اُسکی تعریفین سُننے سے دل سینے مین کشادہ ہو جاتا ہے اچھا چلو ہم اُس کے پیچھے پیچھے جائینگے بیشک وہ ایک عزیز بے نظیر ہے۔

(بگل ہوتا ہے اور سب لوگ جاتے ہین)

پانچوان پردہ

کربان نادر قلی خان کا قلعہ

(نادر قلی خان کی بیگم نورجہان حسب ذیل خط پڑھتی ہوئی آتی ہے)

نورجہان۔ "وہ لوگ مجھ سے میری فتحیابی کے روز ملے تھے اور مجھے تحقیق طور پر معلوم ہوا ہے کہ اُن کو انسان سے زیادہ غیب کا علم ہے جب مین اُن سے اور سوالات کرنے کی خواہش کر رہا تھا تو وہ ہوا بنکر ہوا مین گم ہوگئین مین ہنوز تعجب مین کھڑا ہوکر

کھڑا ہی تھا کہ بادشاہ کی طرف سے پیغام آئے جن مین مین حاکم خراسان کے خطاب سے مخاطب کیا گیا تھا اور یہہ وہی خطاب تھا جس سے کہ تین ساحرہ بہنون نے اول ہی مجھے سلام کیا تھا۔ اور انھون نے آیندہ ہونیوالی بات کا بھی اس طور پر اشارہ کیا تھا کہ مجھکو سلام کرنے وقت یہہ کہا کہ "کورنش اے نادر آیندہ شاہ ایران" اس لیے اے میری عظمت کی معزز شریک و محرم راز مین نے اس کیفیت سے تجھکو مطلع کرنا مناسب خیال کیا ہے تا کہ جس قدر عظمت کا تجھ سے وعدہ کیا گیا ہے اُس سے بیخبر رہکر تو کہین اپنی خوشی کا موقع نہ کھو دے۔ اس بات کو اپنے دل مین رکھ خدا حافظ (خود سے) سیستان اور خراسان کا حاکم تو تو ہی ہے اور بیشک وہ بھی ہوگا جسکی تجھ کو بشارت ہوئی ہے۔

مگر مجھے تیرے فراج سے خوف ہے کیونکہ تیری فطرت مین انسانی محبت کا مادہ اسقدر بھرا ہوا ہے کہ سب سے نزدیک راہ کو اختیار نہین کر سکے گا۔ تو عظیم الشان ہونا تو چاہتا ہے اور خالی از حوصلہ بھی نہین ہے مگر تجھ مین وہ بات نہین ہی جو ایسی خواہشون کیساتھ ہونی چاہئیے تو جو چیز عالی حوصلگی سے چاہتا ہے اُس کو نیک راہ سے حاصل کرنیکی امید کرتا ہے۔ تو دغا بازی کرنا نہین چاہتا ہے پھر بھی بازی جیتنے کی تمنا رکھتا ہے تو ایک ایسی شئی کے حاصل کرنیکی آرزو رکھتا ہے جسکے حصول کے لیے ایک خاص طریقہ تجھے اختیار کرنا پڑے گا اور وہ کام تجھے کرنا ہوگا جسکے کرنیکے لیے تیرا دل گواہی نہین دیتا۔ اے میرے پیارے جلد ادھر آ کہ مین اپنا جوش تیرے دل مین ڈال دون اور اپنی زبان کی تیزی سے تیرے دل کے تمام وسوسون کو دور کر دون تا کہ اُس سنہری تاج کے حاصل کرنے مین جو تقدیر اور غیبی مدد تیرے سر پر رکھنا چاہتی ہے کوئی چیز مانع نہ ہو"

(ایک خدمتگار آتا ہے)

کیون تو کیا خبر لایا ہے۔

خدمتگار۔ جہان پناہ آج رات کو یہان رونق افروز ہوتے ہین۔

نورجہان۔ کچھ دیوانہ ہوا ہے جو بیہودہ بکتا ہے کیا تیرے آقا اعلیحضرت کے پاس نہین ہین؟ اگر یہہ خبر صحیح ہوتی تو وہ خود ہی جہانداری کے لیے اطلاع نہ دیتے۔

خدمتگار۔ بے ادبی معاف یہہ خبر صحیح ہے ہمارے آقا بھی آ رہے ہین۔ ایک ہرکارہ اُن کی سواری کے آگے بھاگتا ہوا آیا ہے اور اس قدر اُس کا دم پھول گیا ہے کہ پیغام کے سوا اور کچھہ کہنے کی اُس مین طاقت تک نہین رہی۔

نورجہان۔ اچھا جاؤ اُس کی مدارات کرو کیونکہ وہ خوشخبری لیکر آیا ہے۔

(خدمتگار جاتا ہے)

(خود سے) وہ کوا کس قدر بھاری آواز سے کائین کائین کر رہا ہے جو میری چھت کے نیچے جان کھونے والے فتح علی شاہ کے آنے کی خبر دیتا ہے۔ انسان کے دلونمین شیطانی خیالات پیدا کرنے والے اے دیو اور جنو آؤ اور اسی وقت میرے زنانے صفات کو بدل دو اور سر سے پاؤن تک مجھے وحشت انگیز بے رحمی سے بھر دو میرا خون گاڑھا کر دو رحم کے دروازے بند کر دو تاکہ کوئی خلش یا رحم آمیز خیال میرے خونخوار ارادے کو متزلزل نکر دے اور اُس کی انجام دہی مین معترض نہ ہو۔ اے خونی عفریتو جہان کہین تم اپنے غیر مرئی جسمون مین دنیا کی تباہی کے لیے آمادہ رہتے ہو وہان سے آکر میری نازک چھاتی مین داخل ہو جاؤ۔ اور میرے دودھ کو زہر بنا دو۔ اے اندھیری رات دوزخ کے کالے سے کالے دھوین کا سیاہ کفن پہن لے تاکہ میری آبدار اور

تیز چھُری اپنے کیے ہوئے زخم کو نہ دیکھ سکے اور اے آسمان تو اپنی سیاہ چادر
مین سے جھانک کر یہہ نہ کہہ کہ ٹھہر و ٹھہر و یہہ کیا کرتی ہو!!

(نادر قلی خان آتا ہے)

نورجہان ۔ اے جلیل القدر حاکم سیستان! اے نامور حاکم خراسان اور اگر آیندہ ہونے والے خطاب سے بھی تجھکو مخاطب کرون تو اے عظیم الشان بادشاہ ایران! تیرے خطوط نے مجھکو زمانہ حال سے بالکل فراموش کر دیا ہے اور مین اس وقت ہونے والی باتون کے خیال مین پڑی ہوئی ہون۔

نادر قلی خان ۔ جان من ۔ فتح علی شاہ آج شب کو یہان آتے ہین۔

نورجہان ۔ اور واپس کب ہون گے۔

نادر قلی خان ۔ اُن کا ارادہ کل کا ہے۔

نورجہان ۔ وہ کل کبھی نہ آئے گی اے میرے پیارے تمھارا چہرہ ایسا نظر آتا ہے جس سے لوگون کو یہہ گمان ہوگا کہ تمھارے دماغ مین انوکھے خیالات سمائے ہوئے ہین ۔ زمانہ کو دھوکا دینے کے لیے زمانہ کے مطابق ظاہرداری کرو [illegible] آنکھیں نیچے ہاتھ اور اپنی زبان سے خیر مقدمی کا اظہار کرو ۔ تاکہ اچھا [illegible] کی طرح نظر آؤ مگر اُس کے سایہ مین سانپ سے [illegible] ۔ جو شخص آتا ہے اُس کا [illegible] کر دینا چاہیے اس بیچ تم آج [illegible] کام کو میرے سپرد کر دو جس سے آئندہ [illegible] بادشاہت اور حکمرانی حاصل ہوگی۔

نادر قلی خان ۔ اچھا اس وقت [illegible] باتین [illegible]۔

نورجہان ۔ [illegible] کی ملامت سے

باقی سب مجھ پر چھوڑ دو۔

(دونوں جاتے ہیں)

چھٹا سین

نادر قلی خان کے قلعہ کے روبرو

(سرنائیاں بجتی ہیں اور مشعلیں نظر آتی ہیں۔ فتح علی شاہ۔ شہزادہ سلیمان۔ شاہزادہ فرید۔ احمد خان۔ مرزا باقر۔ داؤد مرزا وامیر عبداللہ امیر حسن اور بہت سے خدمتگار آتے ہیں)

فتح علی شاہ۔ یہہ قلعہ خوشنما جگہہ واقع ہے یہاں کی خوشگوار ہوا ہمیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔

احمد خان۔ یہہ تابستانی مہمان اور مسجدوں کی ہمنشین ابابیلیں اپنے آشیانوں سے ثابت کر رہی ہیں کہ اس جگہہ ہوا سے ارم معشوقانہ خوشبو پھیلاتی ہے کوئی ستون یا برج یا گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں اس پرندہ نے اپنا لٹکتا ہوا مکان اور مبارک جھولا نہ بنایا ہو میں نے دیکھا ہے کہ جہاں یہہ پرندے زیادہ آتے اور پیدا ہوتے ہیں وہاں کی ہوا ہمیشہ نفیس رہتی ہے۔

(نورجہان آتی ہے)

فتح علی شاہ۔ دیکھو ہماری معزز میزبان آرہی ہیں (نورجہان کی طرف مخاطب ہوکر) بعض اوقات شفقت بھی تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ مگر اس تکلیف کو شفقت کا نتیجہ سمجھکر اس کے معاوضہ میں شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اس عنوان سے ہم آپ کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ آپ کو جو تکلیف اس وقت اٹھانی پڑی ہے اس کے بدلے

آپ خدا سے ہمارے حق مین دعا کرین اور ہمارا شکریہ ادا کرین۔

نور جہان۔ اگر ہم اپنا جان و مال ہزار دفعہ پیر و مرشد کے قدمون پر قربان کرین تو بھی اُن اعلیٰ جلیل القدر اعزازون کے مقابلہ مین کچھ نہین ہے جن سے بندگان حضرت نے ہمارے خاندان کو سرفراز کیا ہے حضرت کی پچھلی اور حال کی بے شمار سرفرازیون کے لیے ہم بلاشبہ دعا کر رہے ہین۔

فتح علی شاہ۔ حاکم خراسان کہان ہین ہم اُن کے پیچھے ہی روانہ ہوئے اور ہمارا ارادہ تھا کہ اُن کے پہنچنے سے پیشتر آکر اُن کے مہربان بن بیٹھین مگر وہ اچھے شہسوار ہین اور اُن کی محبت جو اُن کی ہمشیر کے مثل تیز ہے اُن کو ہمارے پیشتر یہان لے آئی آہ حسین اور جلیل القدر مہربان آج کی رات ہم آپ کے مہمان ہین۔

نور جہان۔ یہ آپ کے خادم ہین آپ کو اور اپنے اہل و عیال اور جان و مال کو حضرت کی خدمت مین پیش کرتے ہین اور جو کچھ پیش کر رہے ہین وہ حضرت ہی کا بخشا ہوا ہے

فتح علی شاہ۔ تو اپنا ہاتھ مجھے دو اور میرے مہربان کے پاس مجھے لے چلو مجھے اُن سے نہایت محبت ہے اور میری مہربانیان اُن پر مسلسل مبذول رہین گی۔

(سب جاتے ہین)

ساتوان سین

نادر قلی خان کا خلعہ

(شہنائیان بجتی ہین اور مشعلین نظر آتی ہین ایک خانساماں اور بہت سے خدمتگار طبق اور خوانچے لیے ہوئے اسٹیج پر سے گزر جاتے ہین۔ اس کے بعد نادر قلی خان آتا ہے)

نادر قلی خان - اگر اُس کام کے ختم ہوتے ہی ہمارا مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو بہتر ہے
کہ اُسکو جلد ہی ختم کر دیا جائے اگر ہم قتل کی سزا سے بچکر اپنی مراد کو پہنچ جائین اور اِس ضرب
سے اِس فانی اور چند روزہ دنیا مین اپنا مقصد پورا کر لین تو ہم بقا اور عاقبت کی خطرہ
اپنے سر لینے کے لیے آمادہ ہین - مگر ان معاملات کی نسبت اِس عالم ناپائدار مین بھی
جزا و سزا کا عمل جاری ہے کیونکہ خون کرنے سے ہم اورون کو خون کا درس دیتے
ہین جس سے خود مدرّس کی جان بھی آفت اور خطرہ مین پڑتی ہے اور ممکن ہے کہ ہمارا
زہریلا پیالہ آخر ہمارے ہی حلق مین اُنڈیل دیا جائے - فتح علی شاہ یہان دوسرے بھروسے
پر آئے ایک تو یہہ کہ مین اُن کا رشتہ دار اور دوسرے فرمان بردار ہون اور یہہ
دونون حیثیتین ایسے کام کی سخت مانع ہین اور دوسرے یہہ کہ مین اُن کا میزبان
ہون جس کا فرض ہے کہ اُن کے خون کا قصد کرنے والے کے سامنے اپنا دروازہ
بند کر دے نہ کہ خود اُن کے گلے پر چھری پھیرے - اِس کے سوا فتح علی شاہ نے اپنے
اختیارات کا استعمال نرمی سے کیا ہے اور اپنے اعلیٰ درجے پر اِس حد تک بے عیب
اور پاک و بے قصور رہے ہین کہ اُن کی نیکیان اُن کے قتل پر فرشتون کے مانند
قرنا کی سی آواز سے شور و فریاد کرینگی - اور رحم ایک نوزاد عُریان بچے کے
مثل یا صرصر پر سوار ہو کر یا کرّوبیانِ بہشت کی طرح ہوا کے نامرئی گھوڑون پر
چڑھکر اِس مہیب فعل کو ہر ایک آنکھ کے سامنے اِس طرح اُبھار دیگا کہ آنسوؤن کا
سیلاب ہوا کو بھی ڈبو دے گا - میرے اِس ارادے کو تیز کرنے کے لیے میرے
اُچھلتے ہوئے حوصلے کے سوا میرے پاس کوئی اور مہمیز نہین ہے اور یہہ حوصلہ ایک
ایسی چیز ہے کہ جو اپنی قوت سے جا - جہد کرنے مین اکثر برباد بھی ہو جاتا ہے -

(نورجہان آتی ہے)

کہو اب کیا خبر ہے؟

نورجہان۔ وہ ہنوز دسترخوان پر ہین تم کیون کمرہ چھوڑکر چلے آئے۔

نادرقلی خان۔ کیا اُنھون نے مجھے پوچھا تھا۔

نورجہان۔ کیا تمھین معلوم نہین کہ اُنھون نے پوچھا تھا۔

نادرقلی خان۔ اب ہم اِس کام مین آگے قدم نہ بڑھاینگے اُنھون نے ابھی چند روز ہوئے مجھے عزت بخشی ہے اور ہر قسم کے لوگون نے میری نسبت عمدہ رائین قایم کی ہین مین اس عزت کو محفوظ رکھنا نہ کہ اس قدر جلد کھو دینا چاہتا ہون۔

نورجہان۔ تو کیا اب تک تم مخمور تھے یا خواب مین تھے کیا جو اب بیدار ہوکر اس عمل سے ڈرکر بھاگتے ہو۔ اس وقت سے مین تمھاری محبت کو بھی مثل تمھاری ہمت کے سمجھونگی کیا تم مین اپنی خواہش کے پورا کرنے کی جرارت اور بہادری نہین ہے تم اُس چیز کے حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہو جس کو زندگی کا زیور سمجھتے ہو۔ اور پھر تم بزدلی سے پیچھے ہٹ کر اپنے آپ کو نامرد ثابت کرتے ہو اُس بلّی کی طرح جو مچھلی کھانیکو تو تڑپتی ہے مگر نیچے بھگونے سے ڈرتی ہو تم شاہی تخت پر قدم رکھنا تو چاہتے ہو مگر وہان تک پہنچنے کی تکلیف سے خوف کھاتے ہو۔

نادرقلی خان۔ بس خدا کے واسطے خاموش رہین وہ سب کر سکتا ہون جو بشر کو شایان ہے اور جو اس سے زیادہ کرنے کی جرارت کرتا ہے وہ بشر نہین ہے۔

نورجہان۔ پھر وہ کون حیوان تھا جس نے تمھین اس مہم کا مجھے بھیدی بنانے پر مجبور کیا جس وقت تم مین اس کام کے کرنیکی جرارت پیدا ہوئی تھی اُس وقت تم مرد تھے

اور جب تم اُس حجرت مین ثابت قدم رہو گے تو اور بھی بڑھکر مرد سمجھے جاؤ گے اُسوقت تمھین کوئی موقع نہ ملا تھا اور تم اس کی تلاش مین تھے لیکن اب وہ جو خود بخود ہاتھ لگا ہے تو تمھاری ہمت ہاتھ سے جا رہی ہے۔ مجھے دیکھو کہ مین نے اپنے بچے کو دودھ پلایا ہے اور جانتی ہون کہ وہ بچہ مجھے کس قدر پیارا معلوم ہوتا ہے جو میرے سینے سے لگ کر میرا دودھ چوستا ہے لیکن اس کام کی انجام دہی کے لیے جیسا تم نے قصد کیا ہے اگر ویسا مین نے کیا ہوتا تو مین اپنے اُس شیرخوار بچے کو بھی ہرچند کہ وہ میری گود مین پڑا ہوا مسکراتا کیون نہ ہوتا اپنے کام کے لیے زمین پر پٹک کر اُس کا بھیجا تک نکال لیتی۔

نادرقلی خان۔ اگر ہم ناکام ہوئے تو پھر کیا علاج ہے؟

نورجہان۔ ہم ناکام ہون؟؟ اگر دامن ہمت ہاتھ سے نہ چھوڑا تو ہرگز ناکام نہ ہونگے جب فتح علی شاہ سو جائے گا اور آج کے [illegible] تو مین اُس کے دونون دربانون کو [illegible] کر دونگی کہ ان کا [illegible] دماغ کا پاسبان [illegible] ہو جائے گا [illegible] جائیگی۔ اور جب [illegible] ہونگے تو [illegible] فتح علی شاہ کے ساتھ ہم [illegible] [illegible] [illegible] کر سکیں گے۔

نادرقلی خان۔ [illegible] نورجہان [illegible] [illegible] فتح علی شاہ کے [illegible] دونون [illegible] [illegible] گئے ہین [illegible]

انھین کے خنجرون کو کام مین لائین تو کیا یہہ نہ سمجھا جائے گا کہ خود انھون ہی نے یہہ کام کیا ہے۔

نورجہان ۔ کسیکی جرات ہے کہ اس کے سوا اور کچھہ خیال کر سکے خصوصًا جبکہ ہم اُس کے مرنے پر نالہ وزاری کرین گے اور شور مچاوین گے ۔

نادرقلی خان ۔ بس اب مین نے مصمم ارادہ کرلیا اور اس مہیب کام کے لیے اپنے ہر عضو تن کو مضبوط کردیا ۔ جاؤ اور اپنے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایان کرکے سب کو دھوکے مین ڈال رکھو کیونکہ دغاباز دل جو کچھہ تدبیرین سوچتا ہے اُن کو مصنوعی چہرے سے چھپاتا ہے۔

دوسرا ایکٹ

پہلا سین ۔ نادرقلی خان کی قلعہ کا سین

(احمد خان داخل ہوتے ہین اور تُراب مشعل لیے ہوئے ساتھ ہے)

احمد خان ۔ احمد خان کیون بیٹا رات کس قدر گزر چکی ہوگی ؟

تراب ۔ جناب چاند تو غروب ہو چکا ہے ۔ مگر مین نے گھڑیال نہین سُنا ۔

احمد خان ۔ آج چاند کا غروب بارہ بجے کا ہے ۔

تراب ۔ تو جناب مین خیال کرتا ہون کہ بارہ سے زیادہ وقت گزر چکا ہے ۔

احمد خان ۔ خیر ۔ یہہ میری تلوار لے ۔ آسمان بخل کر رہا ہے کیونکہ اُس نے اپنی سب قندیلین بجھا دی ہین لے یہہ بھی لے ۔ نیند مجھپر طاری ہو رہی ہے مگر مین سونا نہین چاہتا ۔ اے خداوند رحیم میرے دل سے وہ بُرے خیالات دور رکھہ جو خواب مین

اکثر ہوا کرتے ہیں۔

(نادر قلی خان ایک ایلچی کے ساتھ آتا ہے)

میری تلوار دو۔کون ہے؟

نادر قلی خان۔ایک دوست۔

احمد خان۔کیوں جناب ابھی سوئے نہیں حضرت تو آرام فرما چکے ہیں وہ تو نہایت خوش ہیں۔ اور آپ کے ملازموں کے لیے بڑے بڑے انعامات بھیج چکے ہیں۔یہہ الماس آپ کی بیگم صاحبہ کو مرحمت فرمایا ہے جن کو اُنھوں نے مہربان میزبان کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور اب حضرت خواب نوشین میں ہیں۔

نادر قلی خان۔چونکہ حضور کی تشریف آوری یک بیک ہوئی اس لیے حسب خواہش اُن کی خدمت نہ ہو سکی۔اگر پہلے سے اطلاع ہوتی تو دلی ارمان کے موافق البتہ اُن کی خدمت کر سکتا۔

احمد خان۔سب کچھ ہوا لیکن میں نے اُن تینوں ساحرہ بہنوں کو خواب میں دیکھا تھا آپ کی نسبت تو اُن کی کچھ سچائی ظاہر ہو گئی۔

نادر قلی خان۔میں اُنکا خیال نہیں کرتا مگر پھر کبھی فرصت کے وقت اس معاملہ میں باتیں کریں گے۔

احمد خان۔میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔

نادر قلی خان۔اگر آپ میری خواہش کے بموجب عمل کریں گے تو آپ کی عزت میں ترقی ہوگی۔

احمد خان۔بشرطیکہ میں اس ترقی کے پانے میں اپنی عزت کا کوئی حصہ نکھو دوں

اور اپنے دل کو صاف اور اپنی وفاداری کو ثابت رکھ سکون۔

نادر قلی خان۔ بہت درست۔ خیر بالفعل تو اچھی طرح آرام فرمایئے۔

احمد خان۔ آپ کی مہربانی ہے۔ مین بھی یہی چاہتا ہون کہ آپ بھی اچھی طرح آرام فرمائین۔

(احمد خان اور نراب جاتے ہین)

نادر قلی خان۔ (خدمتگار سے) جاؤ بیگم صاحبہ سے کہو کہ جب میری شراب نکالی جائے تو گھنٹی بجا دین۔ اور تم بھی اب سو جاؤ۔

(خدمتگار جاتا ہے)

نادر قلی خان۔ (خود سے) کیا یہہ خنجر ہے جس کو مین اپنے سامنے دیکھ رہا ہون اور جس کا دستہ میرے ہاتھ کی طرف ہے۔ آ۔ مین تجھے اپنے قبضہ مین لے لون۔ این تو تو میرے ہاتھ نہ آیا مگر مین اب بھی تجھے دیکھ رہا ہون۔ اے مہلک ہیولا جیسا تو آنکھ سے دکھائی دیتا ہے کیا ویسا ہاتھ سے محسوس نہین ہو سکتا؟ یا تو صرف ایک خیالی خنجر اور جھوٹا وہم ہے جو غالبا میرے پُر جوش دماغ سے پیدا ہو گیا لیکن مین اب بھی تجھے دیکھ رہا ہون اور تیری شکل مجھے ویسی ہی نظر آرہی ہے جیسی کہ اُس خنجر کی ہے جس کو مین نیام سے کھینچتا ہون۔ تو مجھے وہی راہ بتا رہا ہے جدھر مین جانا چاہتا ہون اور یہہ ظاہر کر رہا ہے کہ کس قسم کا ہتھیار مجھے استعمال کرنا چاہیے۔ کہین میرے دوسرے حواس میری آنکھون کو دھوکا تو نہین دے رہے ہین یا کل حواسون کا زور صرف آنکھون مین تو نہین آگیا ہے۔ ابلو! مین تو تجھے پھر دیکھ رہا ہون اور اب تیرے پھل اور دستہ پر خون کے قطرے بھی نظر آتے ہین جو پہلے نہ تھے۔ نہین نہین کوئی ایسی چیز نہین ہے بلکہ صرف میرا خونی

خیال ہی ہے اسوقت نصف روئے زمین پر تمام خلقت مُردہ معلوم ہوتی ہے اور ناپاک
خواب نیند کو خراب کر رہے ہین۔ جادوگر لوگ دیوون کی نذر و نیاز اور ٹونے ٹوٹکے کرنے مین
مشغول ہین۔ اور بدکار قاتل بھی بھیری طرح دبے پاؤن مثل غول بیابانی اپنے مقصود
کی طرف جاتے ہین۔ اے مضبوط اور ثابت قدم زمین میرے قدمون کی آواز نہ
سُن مبادا تیرے یہہ پتھر زبان پا کر میرا راز فاش کر دین۔ افسوس مین یہان جوش مین
بھرا ہوا ہون اور وہ تو ابھی زندہ ہے۔ بیشک خالی باتون سے کوئی کام نہین چلسکتا

(گھنٹی بجتی ہے)

مین جاتا ہون اور جاتے ہی کام پورا ہو جائے گا۔ گھنٹی مجھے بُلاتی ہے۔ فتح علی شاہ
تو اُس گھنٹی کو نہ سُن کیونکہ وہ صدائے رحیل ہے جو تجھے بہشت یا دوزخ کی طرف
بُلاتی ہے۔

(نادر قلی خان جاتا ہے)

دوسرا سین

نادر قلی خان کے قلعہ کا صحن

(نور جہان آتی ہے)

نور جہان۔ جس چیز نے اُن کو بیہوش کیا ہے اُس نے مجھے دلیر بنایا ہے جس
شئے نے اُن کو سرد کر دیا ہے اُسی سے نے مجھ مین آگ بھڑکا دی ہے ابلو سنو یہہ کیا آواز ہے
یہہ اُلو ہو ہو کر رہا ہے یہہ وہ منحوس صدا ہے جو موت کا پیام پہنچاتی ہے۔ ہان نادر
اپنا کام کر رہا ہے کیونکہ دروازے کُھلے ہوئے ہین اور مست دربان خراٹے لیکر
گویا اپنے آقا کا مُنھ چڑھا رہے ہین۔ مین نے شراب مین ایسا زہر ملایا ہے کہ اُن کی جان

اور ملک الموت کے درمیان جنگ ہو رہی ہے۔

نادر قلی خان۔ (پردہ کے پیچھے سے) "کون ہے؟ کیا؟ ہین؟"

نورجہان۔ اُف مجھے خوف ہے کہ وہ بیدار ہوئے ہین اور یہ کام نہ ہوا۔ اور اگر یہ ہوا اور کوشش بیکار گئی تو ہم برباد ہو گئے۔ یہ کیا آواز ہے!! مین نے اُن کے خنجر تیار رکھے تھے۔ نادر اُن کو بھول نہین سکتا تھا اگر نیند مین اُس کی صورت میرے باپ کی سی نظر آتی تو مین خود یہہ کام کرتی۔

(نادر قلی خان آتا ہے)

نورجہان۔ اے میرے خاوند!

نادر قلی خان۔ مین نے کام تمام کر دیا۔ کیا تم نے کچھ آواز نہین سُنی؟

نورجہان۔ مین نے اُلو کو بولتے اور جھینگر کو جھنکارتے سُنا تھا کیا تم بھی کچھ بولے تھے۔

نادر قلی خان۔ کب؟

نورجہان۔ ابھی ابھی۔

نادر قلی خان۔ جس وقت مین اُتر رہا تھا؟

نورجہان۔ ہان۔

نادر قلی خان۔ سُنو! اس دوسرے حجرہ مین کون سو رہا ہے۔

نورجہان۔ شاہزادہ فرید۔

نادر قلی خان۔ (اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھکر) کیا بُری گت ہے۔

نورجہان۔ اس کو بُری گت کہنا ایک احمقانہ خیال ہے۔

نادر قلی خان۔ ایک تو نیند مین ہنس پڑا اور دوسرے نے قتل ہوا قتل ہوا پکارا تا

شروع کیا جس سے دونوں چونک پڑے اور مین نے کھڑے کھڑے سنا کہ دونوں نے دعا مانگی اور پھر سو گئے۔

نورجہان۔ ہان دو آدمی ایک ہی حجرے مین سُلائے گئے ہین

نادرقلی خان۔ ایک نے کہا خدایا خیر کرنا اور دوسرے نے آمین کہی یہہ باتین انھون نے اس طرح کہین کہ گویا میرے قاتل ہاتھ دیکھ لیے ہین۔ مین اُن کے ساتھ آمین نہ کہہ سکا۔

نورجہان۔ اس بات پر اتنی گہری نظر نہ ڈالو۔

نادرقلی خان۔ نہ جانے مین کس وجہہ سے نہ کہہ سکا؟ مجھے تو خدا کی بخشش کے سبب سے زیادہ ضرورت ہے لیکن آمین کا لفظ میرے حلق مین اٹک گیا۔

نورجہان۔ ان کامون پر اس طرح خیال نہ کرنا چاہیے اگر ایسا کرین گے تو ہم دیوانے ہو جائین گے۔

نادرقلی خان۔ پھر گویا مین نے یہہ آواز سنی "ارے زیادہ نہ سو زیادہ نہ سو" نادر نیند کا خون کرتا ہے۔ وہ اُس معصوم نیند کا خون کرتا ہے۔ جو تفکرات کی اُلجھی ہوئی گتھی کو سُلجھاتی ہے۔ محنت شاقہ کا حمام اور پریشان دماغ کا گویا مرہم ہے۔ خدا کی خلقت مین بیش بہا چیز ہے اور زندگی کی نعمتون مین بہترین نعمت ہے"

نورجہان۔ یہہ کیا کہتے ہو۔؟

نادرقلی خان۔ سارا گھر اسی طرح گونجتا رہا "نہ سو نہ سو حاکم سیستان نے نیند کا خون کیا ہے اور اس لیے حاکم خراسان خود اب کبھی نہ سو سکے گا۔ نادر کو آیندہ کبھی نیند نہ آئے گی"

نورجہان ۔ وہ کون تھا جس نے یہہ آواز دی ۔ اے امیر نامدار ایسے مجنونانہ خیال سے تم اپنی ہمت کھوئے دیتے ہو ۔ جاؤ پانی لیکر اپنے ہاتھون سے اِس غلیظ علامت کو مٹاؤ ایلو اِن خنجرون کو اُس جگہہ سے کیون لیتے آئے ۔ اُن کو تو وہین پڑا رہنا چاہیئے ۔ جاؤ اُنھین لے جاؤ اور نیز سونیوالے خدمتگارون کو خون سے چُپڑ دو ۔

نادر قلی خان ۔ اب مین نہ جاؤن گا ۔ مین نے جو کچھہ کیا ہے اُس سے ڈر رہا ہون اور اُس کو پھر دیکھنے کی مجھہ مین جراءت نہین ہے ۔

نورجہان ۔ اے کام کے بودے ! یہہ خنجر مجھے دیدے ۔ سوئے اور موئے ہوئے مثل تصویر کے ہین ۔ شیطان کی تصویر سے ڈرنا بچون کا کام ہے ۔ اگر فتح علی شاہ کا خون ابھی بہہ رہا ہوگا تو مین خدمتگارون کے منھہ پر اُس خون کا ملمع کردون گی تاکہ جرم اُنھین کے سر پر تھپ جائے ۔

(نورجہان جاتی ہے اور پردہ کے پیچھے سے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آتی ہے)

نادر قلی خان ۔ یہہ آواز کہان سے آتی ہے ۔ نہ جانے کیا ہوگیا ہے کہ ہر آواز مجھے ڈراتی ہے ۔ یہہ ہاتھہ یہان کیسے نظر آرہے ہین ؟ ارے ! یہہ تو میری آنکھین نکالے لیتے ہین ۔ کیا تمام دریا اور سمندر میرے ہاتھہ سے اِس خون کا دھبہ مٹا سکینگے نہین بلکہ یہہ میرا ہاتھہ کل سمندرون کو رنگین کرکے زمرد کو عقیق سرخ کردے گا ۔

(نورجہان واپس آتی ہے)

نورجہان ۔ میرا ہاتھہ تمھارے ہی ہاتھہ کی طرح رنگین ہے لیکن مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے پہلو مین تمھارا جیسا بودا دل رکھون ۔

(پردہ کے پیچھے سے پھر کھٹکا ہوتا ہے)

یہہ آواز جنوبی دروازہ سے آرہی ہے۔ چلو ہم اپنے حجرہ مین چلدین تھوڑا سا پانی ہمارا یہہ نشان مٹا سکتا ہے کیا بڑی مشکل ہے مگر تمھاری مستقل مزاجی تمھارا ساتھ چھوڑ دیتی ہے

(پھر آواز آتی ہے)

سنو پھر کھٹکھٹاہٹ ہو رہی ہے۔ تم اپنا رخت خواب پہن لو تا کہ یہہ نہ معلوم ہو کہ ہم جاگ رہے ہین اور اس دُون ہمتی کے ساتھ اپنے خیالات مین غرق نہ رہو۔

نادر قلی خان - اگر یہہ خون ہمیشہ میرے سامنے نظر آنیوالا ہے تو بہتر ہے کہ مین اپنے آپ کو بھول جاؤن اور اپنی ہستی سے فراموش ہو جاؤن۔

(پھر آواز آتی ہے)

ارے بھائی اس کھٹکھٹانے سے شیخ علی شاہ کو جگا دے اکاش تو جاگ سکتا۔

(دونون جاتے ہین)

تیسرا سین

نادر قلی خان کے قلعہ کا صحن

(پردہ کے پیچھے سے کھٹکھٹانے کی آواز آتی ہے اور ایک دربان دکھائی دیتا ہے)

دربان - آہا آہا کیا زور سے کھٹکھٹاہٹ ہو رہی ہے۔ بھلا ذرہ دم تو لو۔ دم کا سکتا ہان مجھے چین کب ملے گا۔ جب مین ہم ہی کا دربان بن بیٹھا ہون تو قیامت تک کنجی پھراتے ہی رہنا پڑے گا۔

(پھر کھٹکھٹاہٹ ہوتی ہے)

واہ واہ واہ کھٹکھٹاؤ خوب کھٹکھٹاتے جاؤ۔ دروازہ توڑ ہی ڈالو۔ شیطان کی بیچے

آخر بتاؤ تو سہی کون ہو۔ ہاں ہاں یہہ تو میاں بنیئے خاں بہادر ہیں۔ آؤ دوست کہاں سے آئے اب تو میرا ولدہی پار ہو گیا۔ بنیا جس کا یار اُس کو دشمن کیا درکار آؤ بیٹھو ذرہ چلم تو پیو۔ آگ کی تو یہاں کمی نہیں تھوڑی ہی دیر مین تم کو اس کی اچھی خبر ہو جائے گی۔ بنیرا دوست گھر تمہارا ہی ہے۔ اپنا ہی کھانا خوب سنبھالو۔ اور بیاج پر بیاج چڑھا لو۔ کیوں میاں پسینہ بہت آرہا ہے۔ کیا روپیہ کی گرمی نکل رہی ہے۔

(پھر آواز آتی ہے)

پھٹ پھٹاؤ خوب پھٹ پھٹائے جاؤ۔ ارے بھلے آدمی اپنا نام تو کہو۔ آئیے آئیے وکیل صاحب آپ ہی کے انتظار مین بیٹھے تھے۔ کہاں سے تشریف لائے۔ کیوں بھائی اب کوئی بیوہ بچے لوٹنے باقی نہیں رہے بغل مین کیا لے آئے ہو۔ اُف وکالت نامے قبالے رہن نامے فارغخطیاں۔ خوب اس بیچارے بنیئے کے مقدمہ کی پیروی تو کرو اس کو ناحق یہاں حوالات مین بٹھا دیا ہے کچھ کوشش کر کے چھوڑا دو تمہارا محنتانہ مل جائے گا۔ مگر دیکھو میاں یہاں کے ناظم کے لیے چھوٹی سی رشوت کافی نہ ہوگی

(پھر آواز آتی ہے)

اور ہاتھ مارو خوب ہاتھ مارے جاؤ۔ کون ہو اُلو کے پٹھے۔ شاباش یہہ تو میاں خلیفہ ہین جناب آپ کو کیوں آنا پڑا۔ کیا کسی نمازی کی ٹوپی سے کپڑا چورا لیا۔ استغفراللہ عادت کو تم کب کروگے کیا سوئی تاگا لائے ہو۔ یہاں تو بہت موٹا کپڑا سینا پڑیگا درزی کی سوئی کبھی تاش ہین کبھی ٹاٹ مین تھوڑی دیر آرام سے بیٹھ لو پیچھے سوئیاں چبھنے لگین گی اور آپ کی استری ابھی گرم ہو جائے گی۔

(پھر آواز ہوتی ہی)

اپنا کام کیے جاؤ کبھی خاموش نہ رہنا۔ آخر ہو کون؟ اُف یہہ جگہہ تو دوزخ کیلیے بھی نہایت گرم ہے اب مین اس جہنم کا دربان نہین رہ سکتا۔

کنجی پھراتے پھراتے میرے ہاتھ مین درد ہونے لگا۔

(پھر وہی آواز)

ابھی آیا خداوندا ایک لحظہ مین حاضر ہوا۔ مگر پیر و مرشد اس دربان کی ادھیلی نہ بچھو لیے گا۔

(دربان دروازہ کھولتا ہے اور داؤد مرزا اور مرزا باقر آتے ہین)

داؤد مرزا۔ کیا بھائی تم دیر کو سوئے تھے کہ اسقدر دیر تک سوتے رہے۔

دربان۔ جناب ہان مرغے کی دوسری بانگ تک ہم شراب خواری مین مصروف رہے

داؤد مرزا۔ کیا تمھارے آقا اُٹھے ہین؟

(نادر قلی خان آتے ہین)

ہمارے کھٹکھٹانے نے اُن کو جگا دیا ہے۔ یہہ آ رہے ہین۔

مرزا باقر۔ سلامٌ علیکم۔ جناب بندہ!

نادر قلی خان۔ علیکم السلام۔ دونون صاحبون کو۔

داؤد مرزا۔ جناب والا کیا حضور بیدار ہوے ہین۔

نادر قلی خان۔ ابھی نہین۔

داؤد مرزا۔ اُنھون نے مجھ سے فرمایا تھا کہ سویرے ہی حاضر ہو جانا مگر مجھے دیر ہو گئی۔

نادر قلی خان۔ چلیے مین آپ کو اُن کے پاس لے چلتا ہون۔

داؤد مرزا۔ اگرچہ یہہ تکلیف آپ کو خوشگوار ہے مگر تکلیف تو ضرور ہے۔

نادر قلی خان ۔ جس تکلیف سے خوشی پیدا ہوتی ہے اُس سے ایذا نہیں ہوتی یہان آئیے دروازہ ادھر ہے۔

داوُد مرزا ۔ مین اندر جاکر حضرت کو بیدار کرتا ہون۔ کیونکہ یہہ میرا خاص کام ہے

مرزا باقر ۔ کیا آج حضرت کی سواری یہان سے روانہ ہوگی۔

نادر قلی خان ۔ ہان انھون نے یہی حکم دیا ہے۔

مرزا باقر ۔ آج کی رات بڑا طوفان تھا۔ ہم جس طرف سوتے تھے اُدھر کے دو دگیر گر پڑے اور لوگ کہتے ہین کہ ہوا مین نالہ وزاری اور موت کی عجیب چیخین سنی گئین اور فساد اور ہنگامہ کی ہیبت ناک آواز کان مین پڑی۔ رات بھر اُلو چیختا رہا اور بعضون کا یہہ بیان ہے کہ زمین کو بھی لرزہ چڑھا اور زلزلہ آیا۔

نادر قلی خان ۔ بیشک رات بہت طوفانی تھی۔

مرزا باقر ۔ مین نے اپنی کم عمری مین ایسی رات کبھی نہین دیکھی تھی۔

(داوُد مرزا واپس آتا ہے)

داوُد مرزا ۔ ہائے ہائے۔ آفت آفت آفت۔ اور آفت بھی ایسی جس کو نہ دل خیال کر سکتا ہے اور نہ زبان بیان کر سکتی ہے۔

نادر قلی خان ۔ }
مرزا باقر ۔ } کیا ہے؟ کیا ہے؟

داوُد مرزا ۔ تباہی نے اپنا پورا کام کیا۔ ناپاک قاتل نے معبد پاک مین نقب زنی کی اور اُس کی روح کو چرا لیا۔

نادر قلی خان ۔ یہہ آپ کیا کہتے ہین؟ روح کو چرا لیا!!

مرزا باقر۔ کیا آپ حضرت اقدس کی نسبت کہتے ہین۔

داؤد مرزا۔ آپ ہی خود کمرہ کے اندر جائین اور ایک بلائے تازہ دیکھکر اپنی آنکھونکو اندھا بنائین بس اب مجھ سے نہ پوچھیے آپ خود ہی جا کر دیکھ لیجیے۔

(نادر قلی خان اور مرزا باقر جاتے ہین)

جگاؤ جگاؤ سب لوگون کو بیدار کردو۔ خون ہوا۔ بغاوت ہوئی۔ احمد خان۔ فرید سلیمان اٹھو اور اپنی نیند کہ جو موت کی تقلید کر رہی ہے دور کرو اور اصلی موت کو دیکھو اٹھو اٹھو قیامت کی تصویر دیکھو سلیمان احمد خان گویا اپنی قبرون سے اٹھو اور بھوت کی طرح چلو تاکہ اس دہشتناک واقعہ سے مناسبت ہو۔ نوبت بجاؤ نوبت بجاؤ۔

(نوبت بجتی ہے)

(نورجہان آتی ہے)

نورجہان۔ یہہ کیا معاملہ ہے ایسی ہیبتناک واویلا کیون ہو رہی ہے۔ بولو بولو۔

داؤد مرزا۔ اے نازنین خاتون جو کچھہ مجھے کہنا ہے وہ آپ کے سننے کے قابل نہین ہے اس بات کا کسی عوت کے کان تک پہنچنا بھی موجب ہلاکت ہوگا۔

(احمد خان آتا ہے)

(احمد خان کی طرف مخاطب ہو کر) احمد خان! احمد خان!! اپنا بادشاہ جہان پناہ مارا گیا۔

نورجہان۔ ہائے ہائے کیا ستم ہوا۔ ارے کیا ہمارے مکان مین؟

احمد خان۔ کہین بھی ہو مگر سخت ستم ہے۔ اے عزیز داؤد مرزا اپنے کو غلط ٹھہرا دو اور کہو کہ ایسا نہین ہوا ہے۔

11 7 15

(نادر قلی خان اور مرزا باقر واپس آتے ہین)

نادر قلی خان- اگر مین اس واقعہ سے ایک ساعت پیشتر مر جاتا تو میری زندگی خوش و خرم سمجھی جاتی- اب اس وقت سے زندگی مین کوئی لطف نہ رہا- ساری عزت و ناموری مٹ گئی- سب شراب ختم ہو گئی اور اب صرف دُرد رہ گیا ہے-

(شاہزادہ سلیمان اور شاہزادہ فرید آتے ہین)

فرید- یہہ کیا گڑ بڑ ہے؟

نادر قلی خان- آپ زندہ ہو کر اتنا بھی نہین جانتے- آپ کے خون کا مبداء اور سرچشمہ اور منبع بند ہو گیا ہے- بلکہ اُس کا اصل مصدر ہی منقطع ہو گیا ہے-

داؤد مرزا- آپ کے والد مار ڈالے گئے-

سلیمان- ارے کس نے مارا-

مرزا باقر- معلوم ہوتا ہے کہ دربانون نے ہلاک کیا کیونکہ اُن کے ہاتھون اور چھُرون پر خون کی چھینٹین ہین اور اُن کے خنجر بھی لہو سے تر ہین اور یون ہی اُنکے سرہانے پڑے ہوئے ہین وہ گھور رہے تھے اور دیوانہ سے تھے- اُن کے نزدیک کسی کی زندگی سلامت نہ تھی-

نادر قلی خان- با اینہمہ مین اپنے طیش پر افسوس کرتا ہون کہ مین نے اُنکو کیون مار ڈالا-

داؤد مرزا- آپ نے کیونکر مارا-؟

نادر قلی خان- کس سے ممکن ہے کہ بے حواسی کی حالت مین ذی ہوش غصہ کی حالت مین قادر النفس اور جوش وفاداری کی حالت مین بُردبار رہے- نہین کسی سے

ممکن نہین۔ میری شدید محبت نے اس قدر عبادت کی۔ کہ پس وپیش دیکھنے والی عقل
پیچھے رہ گئی۔ ایک طرف فتح علی شاہ پڑے تھے جن کے پوست سیمین پر گویا طلائی خونی
تحریر تھی اور جن کے کاری زخم دیکھکر محسوس ہوتا تھا کہ دنیا مین رخنے پڑ گئے ہین
اور اُن مین سے بربادی اور ویرانی کی فوج اندر داخل ہو کر تباہی پھیلا دے گی
اور دوسری طرف قاتل تھے جنکے جسم اور خنجر خون مین بھرے ہوئے تھے پس اس
صورت مین وہ شخص نہین باز رہ سکتا جس کے سینہ مین محبت کرنیکے لیے دل موجود ہو
اور اُس دل مین وہ ہمت بھری ہو جس سے اپنی محبت کا اظہار کر سکے۔

نورجہان۔ ارے مجھے یہان سے کوئی لے جاؤ۔

داؤد مرزا۔ دیکھو دیکھو بیگم صاحبہ کو سنبھالو۔

شاہزادہ سلیمان۔ (چپکے سے شاہزادہ فرید سے ایک طرف ہو کر) ہم کیون
خاموش رہین ہم کو تو اس واقعہ سے سب سے زیادہ تعلق ہے۔

شاہزادہ فرید (چپکے سے) یہان ہم کیا بول سکتے ہین جہان معلوم ہی نہین
کہ کس چھوٹے سے سوراخ سے ہماری قضا نکل کر ہم کو گرفتار کر لے گی۔ آؤ اب یہان سے
چل دین۔ ہم رو نہین سکتے ہمارے آنسو خشک ہو گئے ہین۔

شاہزادہ سلیمان۔ ہمارا سخت غم بھی ابھی زبان ہی باہر نہین نکل سکتا۔

احمد خان۔ بیگم صاحبہ کو سنبھالو۔

(نورجہان کو باہر لیجاتے ہین)

اور چلو کپڑے پہن کر ہم سب اس بڑے خونخوار فعل کی نسبت شورے اور تحقیقات
کرین۔ خوف اور دسواس سے میرا دل کانپ رہا ہے صرف بار تعالی پر میرا توکل ہے

اور اسی کی مدد سے باغیون کی خفیہ تدبیرون کا مقابلہ ہو سکے گا۔

داؤد مرزا۔ میرا بھی اسی پر بھروسہ ہے۔

تمام حاضرین۔ ہمارا بھی یہی حال ہے۔

نادر قلی خان۔ چلیے اب جلد صبر اختیار کرکے دیوانخانہ مین جمع ہو جائیں۔

تمام حاضرین۔ بہت خوب بہت خوب۔

(تمام حاضرین باستثنار شاہزادہ فرید شاہزادہ سلیمان چلے جاتے ہین)

شاہزادہ سلیمان۔ آپ کیا کرین گے؟ ہم کو تو اُن لوگون کی صحبت نہ رکھنی چاہیے غیر محسوس غم کا اظہار کرنا مکارون کے لیے آسان ہے مین تو تُوران جاتا ہون

شاہزادہ فرید۔ اور مین ہند کو۔ الگ الگ ہونے سے ہم دونون زیادہ محفوظ رہ سکین گے یہان تو لوگون کے تبسم مین خنجر چھپے ہوئے ہین اور جو زیادہ نزدیک کے رشتہ دار ہین وہی زیادہ تر خون کرنے پر آمادہ ہین۔

شاہزادہ سلیمان۔ یہ تیر جو پھینکا گیا ہے ابھی اپنے نشانہ پر نہین پہنچا ہے اور ہمارا سب سے زیادہ محفوظ راستہ یہی ہے کہ اُسکی راہ سے نکل جائین۔ اس لیے چلو سوار ہو اور رخصت کے لیے اجازت کا انتظار مت کرو بلکہ چپکے سے نکل جاؤ۔ وہ چوری بجا ہے جس مین کوئی شخص اپنے آپ کو چُرا لے جاتا ہے خصوصًا جبکہ اُس کی جان بچنے کی کوئی اور امید نہ ہو۔

(جاتے ہین)

چوتھا سین

(نادر قلی خان کے قلعہ کے باہر۔ امیر عبداللہ اور ایک بوڑھا شخص آتا ہے)

پیر مرد۔ مجھے ستر سال کا زمانہ بخوبی یاد ہے۔ اور اس عرصہ مین مین نے بہت کچھ خوفناک حادثے اور عجیب واقعات دیکھے ہین۔ مگر آج کی ہیبت ناک رات کے مقابلہ مین تمام گذشتہ تجربات ہیچ ہین۔

امیر عبداللہ۔ اے نیک پیر مرد آسمان نے بھی گویا انسان کے فعل سے متاثر ہو کر ڈراونی شکل اختیار کر لی ہے۔ گھڑی کے اعتبار سے دیکھو تو دن ہے مگر شب تاریک نے شمع آفتاب کو گل کر دیا ہے۔ یہہ بادل کے غلبہ کی وجہہ سے ہے یا دن کی غیرت کے باعث جس وقت روز روشن کو چاہیے کہ رخسار عالم کا بوسہ لے اس وقت ظلمت سحاب کرۂ زمین کو تاریکی مین دفن کر رہی ہے۔

پیر مرد۔ یہہ حالت خلاف قانون قدرت ہے اور ویسا ہی خلاف قانون قدرت وہ فعل بھی ہے جو ہو چکا ہے۔ گذشتہ سہ شنبہ کو ایک چوہے خور الو نے باز بلند پرواز کا شکار کیا

امیر عبداللہ۔ اور نہایت عجیب و غریب بات تو یہہ ہے کہ فتح علی شاہ کے گھوڑے جو ایسے خوبصورت اور تیز رفتار تھے کہ اُن کی برابری کا کوئی گھوڑا نہ تھا یکایک اصطبل سے بھاگ گئے اور قابو سے نکل کر وحشیانہ حالت مین آ گئے اور اس قدر گڑبڑ مچا دی گویا وہ انسان کیساتھہ جنگ کرنا چاہتے ہین۔

پیر مرد۔ یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو کھا گئے۔

امیر عبداللہ۔ فی الواقع ایسا ہی ہوا چنانچہ مین نے اپنی آنکھون سے اس متعجب خیز واقعہ کو دیکھا۔

(داؤد مرزا آتے ہین)

دیکھیے داؤد مرزا آ رہے ہین۔ کہیے جناب کیا خبر ہے؟

داؤد مرزا۔ کیا آپ نہین دیکھتے ؟

امیر عبداللہ۔ کچھ معلوم ہوا کہ یہہ سفاکانہ فعل کس نے کیا ؟

داؤد مرزا۔ انھین نے کیا جن کو نادر قلی خان نے مار ڈالا۔

امیر عبداللہ۔ افسوس اُن کو کونسا فائدہ مدنظر تھا۔

داؤد مرزا۔ اُن کو دوسرون نے ترغیب دی تھی۔ حضرت خداوند کے دونون شاہزادے سلیمان اور فرید چپکے سے بھاگ گئے ہین جس سے اس بات کا شبہ اُنھین پہ جاتا ہے۔

امیر عبداللہ۔ یہہ امر کیسا خلاف قانون فطری ہے۔ وائے بر ہوس بیہودہ جو اپنی ہی صحبت زندگی کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔ پس اب غالبًا بادشاہت نادر قلی خان کو ملیگی۔

داؤد مرزا۔ ابھی سے وہ نامزد ہو چکے اور تخت نشین ہونیکے لیے طہران گئے ہین۔

امیر عبداللہ۔ فتح علی شاہ کی لاش کہان ہے ؟

داؤد مرزا۔ کربلا کو لے گئے جہان اُن کے آبا و اجداد کے مقابر مقدس موجود ہین

امیر عبداللہ۔ کیا آپ طہران کو تشریف لے جائینگے ؟

داؤد مرزا۔ نہین بھائی مین تو بوستان کو جاتا ہون۔

امیر عبداللہ۔ خیر مین تو طہران کو جاتا ہون۔

داؤد مرزا۔ خدا حافظ خدا کرے آپ وہان فیضیاب ہون۔ اور معاذ اللہ ایسا نہ ہو کہ ہماری نئی حالت پہلے سے بدتر ہو جائے۔

امیر عبداللہ - پیر مرد صاحب خدا حافظ -

پیر مرد - خدا تمھارا اور اُن لوگون کا حافظ ہو جو بُرے کو بھلا کر دیتے ہین اور جو دشمن کو دوست بنا لیتے ہین -

(سب جاتے ہین)

تیسرا ایکٹ

پہلا سین - شہرود کا محل

(احمد خان آتے ہین)

احمد خان - (خود سے) تمھین سب کچھہ حاصل ہو چکا - حاکم سیستان ہوئے حاکم خراسان ہوئے بادشاہ ایران بھی ہو گئے جس کی پیشین گوئی اُن جادوگرنیون کی تھی اور مجھے اندیشہ ہے کہ اُن کے حصول مین تم نے بڑی دغا بازی کی - لیکن یہہ بھی کہا گیا تھا کہ بادشاہی تمھارے خاندان مین نہ رہیگی بلکہ خود مین بہت سے بادشاہون کا سورث اعلیٰ اور بانی مبانی ہون گا - پس اگر اُن لوگون کا کہنا صحیح ہے جیسا کہ تمھاری نسبت صحیح ثابت بھی ہو چکا - تو کیا میرے بارہ مین صحیح نہ نکلے گا - اور میرے لیے باعث امید نہ ہو گا - مگر خاموش اب اور کچھہ نہ کہو -

(شہنائیان بجتی ہین - نادر قلی خان بادشاہ کی حیثیت سے آتا ہے - نور جہان ملکہ کی حیثیت سے نظر آتی ہے - مرزا باقر - امیر عبداللہ اور دیگر امرا و مخدرات نمکخوار سمیت داخل ہوتے ہین -)

نادر قلی خان - یہہ ہمارے سب سے بڑے مہمان ہین -

نورجہان۔ اگر ہم ان کو بھول جاتے تو ہماری یہہ عظیم الشان مہربانی سوتی رہتی اور بالکل ناموزون ہوجاتی۔

نادرقلی خان۔ جناب ہمارے ہان ایک بڑی ضیافت ہے اور مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ آپ بھی اُس مین شریک ہون۔

احمدخان۔ احمدخان آپ کا بندہ کچھہ ارشاد ہو میرا فرض ہوگا آپکے حکم کی تعمیل بلاتامل کرون

نادرقلی خان۔ کیا آپ ہواخوری کو جاتے ہین۔

احمدخان۔ ہان حضور۔

نادرقلی خان۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم آپ سے کچھہ مشورہ کرتے کیونکہ آپ کی رائے ہمیشہ سنجیدہ اور صائب ہوتی ہے مگر کل آپ کی رائے سے مستفید ہون گے۔ کیا آپ کہین دور جائین گے؟

احمدخان۔ صرف اتنی دور جاتا ہون کہ دعوت کے وقت سے پہلے واپس آجاؤن گا۔ البتہ اگر میرا گھوڑا تیز نہ چلا تو وہ ایک گھڑی رات گزر جائیگی۔

نادرقلی خان۔ مگر ہماری دعوت نہ بھول جائیے گا۔

احمدخان۔ نہین جناب بھلا کہین یہہ ممکن ہے۔

نادرقلی خان۔ ہمنے سنا ہے کہ ہمارے خونی بھائی تو ران اور بدر دین ٹھہرے ہوئے اور اپنے مربی کے بیرحمانہ قتل کو تسلیم نہ کرکے لوگون کو عجیب وغریب باتین سمجھاتے ہین۔ لیکن اس کا ذکر کل ہوگا جس وقت مجھے آپ سے اور بھی بعض امور سلطنت کے متعلق مشورت کرنی ہے۔ اچھا سوار ہو جائیے واپسی تک خدا آپ کا حافظ ہے۔ کیا تراب بھی آپ کے ساتھہ جاتا ہے۔

احمد خان۔ ہاں جناب اب وقت ہوا جاتا ہے۔

نادر قلی خان۔ خدا آپ کے گھوڑوں کو محکم و تیز قدم رکھے۔ بس اب آہستہ وقار کے ساتھ سوار ہو جائیے۔ خدا حافظ۔

(احمد خان جاتا ہے)

اچھا اب آپ سب لوگ بھی جائیں۔ شب کے سات بجے تک ہر شخص کو اپنے اپنے وقت کا اختیار ہے۔ اور ہم دعوت کے وقت تک تمہاری راہ دیکھیں گے تاکہ اپنے ارادوں کا انتظام و توافق خوشگوار طور پر کر سکیں۔ بس اس وقت تک آپ صاحبوں کا خدا حافظ ہے۔

(نادر قلی خان اور ایک خدمتگار کے سوا سب جاتے ہیں)

اجی ادھر آؤ۔ کیا وہ لوگ حاضر ہیں؟

خدمتگار۔ حضور ڈیوڑھی مبارک کے دروازہ پر کھڑے ہیں۔

نادر قلی خان۔ اُن کو میرے روبرو لے آؤ۔

(خدمتگار جاتا ہے)

(خود سے) بادشاہ ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں البتہ امن و امان کے ساتھ بادشاہ ہونا ایک چیز ہے۔ احمد خان کا ہم کو سخت خوف ہے اور اُس کی شاہانہ طبیعت میں وہ رعب ہے جو خوف پیدا کرتا ہے۔ وہ بہت شجاع اور اپنی بے ہراس دلیری کے ساتھ ایسی دانائی رکھتا ہے کہ اپنی جسارت کو سلامتی کے ساتھ کام میں لا سکتا ہے اُسکے سوا میں اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ اُسکے روبرو میری روح یوں کانپتی ہے جیسے حضرت جبرئیل کے سامنے شیطان کانپتا رہتا ہے جب اُن جادوگرنیوں نے روز اول مجھکو بادشاہ کا خطاب دیا تو اُس نے بھی اُن کو اپنی طرف مخاطب کر کے آخر کار اُن سے

بطور پیشین گوئی اپنی نسبت کئی پادشاہون کے جدا علی ہونے کا خطاب حاصل کرلیا
اُنھون نے میرے سر پر ایک بے ثمر تاج رکھدیا اور میرے ہاتھ مین ایک بیکار عصا دیدیا
جس کو آخر کار ایک غیر خاندان کا شخص چھین لے گا۔ اور میرا کوئی خاص فرزند میرا جانشین
نہ ہوگا اگر ایسا ہی ہے تو مین نے احمد خان کی اولاد کے لیے اپنی جان کو آفت مین
ڈالا ہے اُن ہی کے لیے نیک خصلت فتح علی شاہ کا خون کیا ہے اُن ہی کے لیے
اپنے دل کے آرام کو بغض سے زہر آلود کیا ہے اور انھین کو بادشاہ بنانے اور انکے
سر پر تاج شاہی رکھنے کے لیے مین نے اپنی غیر فانی روح کو شیطان کے حوالہ کردیا
اس سے تو یہی بہتر ہے کہ مین خود قضا و قدر سے مقابلہ کرون اور ہر طرح سے ایسا
ناگوار نتیجہ پیدا ہونے نہ دون۔ ادھر آؤ کون ہے۔

(خدمتگار دو خونیون کے ساتھ لیے آتا ہی)

اچھا ابھی جاؤ دروازے پر کھڑے رہو اور میرے بلانے تک وہین ٹھہرو

(خدمتگار جاتا ہے)

ہم نے کل ہی تو تم سے باتین کی تھین۔

پہلا خونی۔ جی ہان حضور۔

نادر قلی خان۔ اچھا پھر تم نے میرے کہنے پر کچھ خیال کیا؟ تم جانتے ہو کہ اُسنے
زمانہ گزشتہ مین تم کو دبا رکھا تھا اور تم نے غلطی سے یہہ خیال کیا کہ مین ہی تم کو
ترقی نہین دیتا۔ مین نے اس بات کو اول ہی ثابت اور ظاہر کردیا ہے کہ کس نے
تم کو محروم رکھا اور کس نے کس طرح پر تمھاری مرادون کو مردہ کردیا تھا بہرحال
مین نے ہر چیز کا بیان ایسا صاف صاف کردیا ہے کہ ایک بیوقوف محض بھی بآسانی

سمجھ سکتا ہے کہ یہہ سب احمد خان کی کارستانی تھی۔

پہلا خونی۔ بیشک خداوند آپنے یہہ سب کچھ ارشاد فرمایا تھا۔

نادر قلی خان۔ ہان مینے اور بھی تو کچھ کہا تھا جس کے لیے آج دوسری مرتبہ تم کو بلایا ہے کیا تمھارے دل مین اس قدر صبر و تحمل ہے کہ تم ان سب باتون کو درگزر کر سکو۔ کیا تم ایسے دیندار اور متقی ہو کہ جس پہلے آدمی نے تمھاری مٹی اس طرح خراب کردی ہے اور جس نے تم کو اور تمھارے خاندان کو ایسا تباہ کیا ہے اُس کو اور اُس کی اولاد کو دعائے خیر کرتے رہو۔

پہلا خونی۔ جناب والا ہم انسان ہین۔

نادر قلی خان۔ ہان مخلوقات کی فہرست مین البتہ تم انسان ہو جیسا کہ تازی کتا۔ شکاری کتا۔ دوغلہ کتا۔ اسپائنل کتا۔ جنگلی کتا۔ جھبڑا کتا۔ دریائی کتا۔ اور نیز بھیڑیا بھی عام طور پر کتون مین شمار کیا جاتا ہے لیکن کُتّے اپنی عام صفتون کے لحاظ سے کئی قسمون ئے تقسیم کیے جاتے ہین چنانچہ کوئی تیز رفتار کوئی سُست قدم کوئی چالاک کوئی پاسبان اور کوئی شکاری کہلاتا ہے۔ اور یہی کیفیت انسان کی ہے اب کہو کہ انسان کی فہرست مین تمھارا درجہ کیا ہے وہ درجہ سب سے ادنی کیون نہ ہو لیکن مین تم کو ایک ایسا کام بتاتا ہون جس کے انجام دینے سے نہ صرف تمھارا ایک دشمن کم ہو جائے گا بلکہ تم ہمین عزیز ہو جاؤ گے کیونکہ جب تک وہ زندہ ہے تب تک ہمارا مزاج اچھا نہین رہ سکتا اور جب وہ مرجائے گا تب ہی ہم کو پورا آرام ملے گا۔

دوسرا خونی۔ خداوند نعمت۔ دنیا نے مجھے بے حد کوفت و صدمے پہنچا کر اس قدر دق کر دیا ہے کہ مین اُسی کا بدلہ لینے کے لیے کسی عمل سے باز نہ رہون گا۔

پہلا خونی۔ اور میں اس قدر آفتوں میں مبتلا اور مصیبتوں سے عاجز ہوں کہ اپنی جان کھیلنے کیلیے تیار ہوں تاکہ یا تو قسمت پھر جائے یا اُس سے پیچھا چھوٹے۔

نادر قلی خان۔ تم دونوں جانتے ہو کہ احمد خان تمہارا دشمن ہے۔

دونوں خونی۔ بیشک!

نادر قلی خان۔ اسی طرح وہ میرا دشمن ہے۔ اور ایسا جانی دشمن کہ ہر پل جیتا ہوا میرے کلیجہ پر چوٹ لگتی ہے اگرچہ میں خود اپنی قوت حکومت سے اُس کا خاتمہ کر سکتا ہوں اور صاف صاف ظاہر کر سکتا ہوں کہ میں نے اُس کو اپنی خوشی اور اختیار سے قتل کرایا لیکن بعض ایسے لوگوں کی خاطر سے جو میرے بھی دوست ہیں اور جن کی محبت میں کھونا نہیں چاہتا۔ ایسا کام علانیہ کرنا نامناسب سمجھتا ہوں اور اس لیے اگرچہ میں خود اُسکو مروا ڈالنا چاہتا ہوں مگر اُس کے مرنے پر مجھکو نالہ وزاری کرنی پڑے گی۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہاری مدد طلب کی اور بعض اہم اسباب سے در پردہ کرنا پسند کیا۔

دوسرا خونی۔ خداوند نعمت حضرت کا جو کچھ ارشاد ہوگا۔ اُس کو ہم بجا لائیں گے۔

پہلا خونی۔ اگرچہ ہماری جانیں۔

نادر قلی خان۔ تمہارے دل سے تمہاری ہمت اُبھری آتی ہے ایک گھنٹہ کے اندر میں تم کو چھپنے کی جگہہ بتاؤں گا اور ٹھیک وقت بھی بتا دوں گا کیونکہ یہہ کام آج ہی ہو جانا چاہیے۔ اور ڈیوڑھی سے کسی قدر فاصلہ پر تاکہ مجھپر کوئی شبہ نہ ہونے پائے اور ہمارے کام میں کوئی نقص یا کمی نہ رہ جائے۔ احمد خان کے بیٹے تراب کیساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے جو اُس کے باپ کے ساتھ کیا جائے گا وہ اپنے والد کے ہمراہ ہے اور اُس کا عدم بھی میرے مطلب کیلیے ضروری ہے پس تم علیحدہ مشورہ کر لو میں ابھی آتا ہوں

دونون خونی۔ جناب ہم بندوبست کرچکے ہین۔

نادر قلی خان۔ مین تھوڑی دیر مین تمھارے پاس آتا ہون تم اندر ٹھہرے رہو۔

(خونی جاتے ہین)

اب طے ہوچکا۔ احمد خان تیری روح کو بہشت کی راہ لینی ہے تو آج ہی رات کو لینی پڑے گی۔

(نادر قلی خان جاتا ہے)

دوسرا سین

نادر قلی خان کی ڈیوڑھی

HYDERABAD

(نورجہان اور ایک خدمتگار آتے ہین)

نورجہان۔ کیا احمد خان ڈیوڑھی سے چلے گئے ہین۔

خدمتگار۔ ہان حضور۔ مگر آج ہی رات کو واپس آجائین گے۔

نورجہان۔ حضرت اقدس سے جاکر عرض کرو کہ اگر فرصت ہو تو آپ سے چند باتین عرض کرنا چاہتی ہون۔

خدمتگار۔ بہت خوب حضور۔

(خدمتگار جاتا ہے)

نورجہان۔ (خود سے) کیا فائدہ کہ ہم اپنے مطلب کو حاصل کرکے اُس پہ قناعت نہ کرین بہتر ہے کہ ہم اپنی ہی حالت مین رہین اور اُس کو بیفائدہ بدل کر اور خطرہ مین [illegible]

(نادر قلی خان آتا ہے)

نورجہان۔ کیون جناب آپ تنہا کیون پڑے ہین اور کیون غم انگیز خیالون کو اپنا ہم نشین وہم جلیس بنا لیا ہے اور کس لیے اُن کے خیالون مین غرق رہتے ہین جن کے مرتے ہی ان خیالات کو بھی مرجانا تھا۔ جس کا علاج نہین اُس کا خیال بھی نہ کرنا چاہیے بس

جو ہو چکا وہ ہو چکا۔

نادر قلی خان۔ ہم نے صرف سانپ کو زخمی کیا ہے جان سے نہین مار ڈالا ہے۔ اس لیے زخم درست ہو جائے گا اور سانپ اپنی اصلی حالت مین آجائے گا جس سے ہماری محنت برباد ہو جائے گی۔ اور ہم کو پھر اُس کے دانت کا خوف لگا رہے گا ہون وہراس کے ساتھ کھانا پینا گوارا کرتے اور رات بھر وحشت ناک خوابون مین مبتلا رہنے سے یہہ بہتر ہے کہ ہم تمام سلسلہ کائنات کو درہم و برہم کر کے دنیا و آخرت دونون کو تباہ کر دین کیونکہ دلی اضطراب وعقوبت مین زندہ رہنے سے یہہ کہین بہتر ہے کہ ہم بھی اُنھین مردون کا ساتھ دین جن کو ہم نے اپنی سلامتی کے لیے دارالسلام کو بھیجا ہے فتح علیشاہ اپنی قبر مین سوتا ہے اس زندگی کی تپ توبہ کے بعد اب وہ آرام سے سو رہا ہے بغاوت جو کچھہ کر سکتی تھی وہ کر چکی ہے۔ اور اب کوئی ہتیار یا زہر یا کسی قسم کی اندرونی سازش یا بیرونی جنگ اُس کو کوئی ضرر نہین پہنچا سکتی۔

نورجہان۔ چلیے جناب اب اپنے اُداس چہرہ کو روشن وخندان بنا لیجیے اور اپنے مہمانون کے سامنے جو آج شب کو آنے والے ہین شگفتہ وزندہ دل نظر آئیے۔

نادر قلی خان۔ ہان پیاری مین ایسا ہی کرون گا اور تم بھی ایسا ہی کرو حرکات و سکنات اور زبان سے احمد خان کی بڑی ہی تعظیم وعزت کرو تاکہ وہ اپنی خطرناک حالت سے بیخبر رہے۔ ہم کو بھی لازم ہے کہ تملق وچاپلوسی سے اپنی شان و مرتبہ کو مستحکم کریں اور اپنے چہرون کو اپنے دل کا برقعہ بنالین۔ تاکہ یہہ نہ معلوم ہو، کہ ہمارے دلون مین کیا خیالات اور خواہشین بھری ہوئی ہین۔

نورجہان۔ اب ان خیالات سے بالکل درگذر کیجیے۔

نادر قلی خان - اے میری پیاری میرے دل میں بچھو ڈنک مار رہے ہیں تم جانتی ہو کہ احمد خان اور اسکا بیٹا تراب ابھی زندہ ہیں۔

نور جہان - لیکن قضا و قدر نے اُن کو دوامی پٹہ تو نہیں دیا ہے۔

نادر قلی خان - ہان ابھی اچھا ہے اُن پر حملہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے خوش رہو۔ قبل اس کے کہ شپرہ اپنے گھونسلے سے نکل کر گھومنا شروع کرے اور شب سیاہ کے ارشاد پر اُلو اپنی بانگ سے نیند کی منادی دے ایک ہولناک کام انجام پائیگا۔

نور جہان - کیا ہوگا؟ کیا ہوگا!!

نادر قلی خان - اے میری پیاری طوطی! بہتر ہوگا کہ ابھی سے تم اس پر مطلع ہو اور جب وہ کام ہو جائے تب اُس کی تعریف کرو۔ آ اندھیری رات۔ اور نرم دل روز روشن کی شفقت آمیز آنکھوں کو بند کر دے۔ اور خون آلود اور غیر مرئی ہاتھ سے اُس ورق حیات کو چاک و تباہ کر دے۔ جس کے باعث میرا چہرہ ہمیشہ زرد رہتا ہے اب اندھیرا چھانے لگا ہے کوے گنجان درختوں کی طرف اُڑے جا رہے ہیں۔ دن کی عمدہ عمدہ چیزیں مرجھانے اور اونگھنے لگی ہیں اور شب کے سیاہ روکار زندے اپنا اپنا شکار کرنیکے لیے بیدار ہو رہے ہیں۔ تم میری باتوں پر تعجب کرتی ہو لیکن ذرا صبر کرو۔ برے کام جو ایک دفعہ شروع ہو چکے ہیں بُرائی ہی سے استحکام حاصل کر سکتے ہیں اچھا اب اے میری محبوبہ میرے ساتھ آ۔

(دونون جاتے ہیں)

تیسرا سین

ڈیوڑھی کے نزدیک ایک باغ

(تین خونی آتے ہین)

پہلا خونی۔ مگر تجھ سے یہہ کس نے کہا ہمارے ساتھ شریک رہ۔

تیسرا خونی۔ نادر قلی خان نے کہا ہے۔

دوسرا خونی۔ ہم کو اس پر کوئی شبہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہم کو جو کچھ ہدایتین مل چکی ہین اُس کے مطابق یہہ بھی سب کچھ کہتا ہے۔

پہلا خونی۔ پھر چلو ہمارا ساتھ دو۔ ابھی مغرب کی طرف سورج کی کچھ شعاعین چمک رہی ہین مسافر اپنی راہ تیز تیز طے کر رہے ہین تاکہ بروقت سرا کو جا پہنچین اور ہم جس کی تاک مین ہین وہ بھی عنقریب آتا ہی ہوگا۔

تیسرا خونی۔ سُنو۔ ٹاپون کی آواز آ رہی ہے۔

احمد خان۔ (باہر سے) ادھر آؤ جی ذرا روشنی دکھاؤ۔

دوسرا خونی۔ یہہ وہی ہے۔ کیونکہ دوسرے لوگ جن کے آنے کی توقع تھی سب ڈیوڑھی مین داخل ہو چکے ہین۔

پہلا خونی۔ بھلا اس کے گھوڑے کی رفتار کس قدر تیز ہوگی۔؟

تیسرا خونی۔ تقریباً گھنٹے مین آدھ کوس جاتا ہے مگر اور لوگون کی طرح یہان سے ڈیوڑھی کے دروازہ تک وہ بھی قدم قدم لے چلتا ہے۔

دوسرا خونی۔ روشنی لاؤ۔ روشنی۔

(احمد خان اور شراب مشعل کے ساتھ آتے ہین)

تیسرا خونی۔ یہہ وہی ہے۔

پہلا خونی۔ اب مستعد ہو جاؤ۔

احمد خان۔ آج شب کو بارش ہو گی۔
پہلا خونی۔ برسنے دیجیے۔

(خونی احمد خان پر حملہ کرتے ہین)

احمد خان۔ ارے دغا! دغا! پیارے تراب تُو تو نکل جا۔ بس بھاگ۔ بھاگ۔ شاید تو عوض لے سکے گا۔ ارے مردود!!

(احمد خان گرتا اور دم توڑتا ہے اور تراب بھاگ جاتا ہی)

تیسرا خونی۔ چراغ کس نے بجھا دیا؟
پہلا خونی۔ کیون کیا ایسا قرار نہین پایا تھا۔
تیسرا خونی۔ مگر ایک ہی شخص گرا ہے۔ بیٹا تو بھاگ گیا۔
دوسرا خونی۔ ہم نے بڑا کام تو چھوڑ دیا۔
پہلا خونی۔ خیر چلو جا کر اتنا تو کہین کہ کس قدر انجام دیا گیا ہے۔

(خونی جاتے ہین)

چوتھا سین

ڈیوڑھی کا ایک دیوانخانہ

(ایک دسترخوان چنا ہوا ہے۔ نادر قلی خان۔ نور جہان۔ امیر عبداللہ۔ غریب ابکم اور دوسرے امرا مع خدام آتے ہین)

نادر قلی خان۔ آپ سب صاحبون کو اپنا اپنا درجہ معلوم ہی ہے بیٹھ جائیے مین تہ دل سے سب کا خیر مقدم کرتا ہون۔
امرا۔ ہم عالیجاہ حضرت والا کا شکریہ ادا کرتے ہین۔

نادر قلی خان۔ مابدولت آپ سب صاحبون کے ساتھ شریک ہہ کر اس مہانداری کی رسم ادا کرینگے اور بیگم صاحبہ بھی جو وہان مسند پر بیٹھہ کر سب چیز ملاحظہ کر رہی ہین ہمارے ساتھ شریک ہونگی اور آپ کا خیر مقدم کرینگی۔

نور جہان۔ جناب میری طرف سے سب دوستون کا خیر مقدم کیجئیے کیونکہ میرا دل اُن کو خیر مقدم کہہ رہا ہے

(پہلا خونی دروازہ کے پاس نظر آتا ہے)

نادر قلی خان۔ دیکھیے یہہ لوگ تہہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہین عوض ماعوض گلہ ندارد۔ مین اُن کا ساتھ دیتا ہون اور اُن کی خوشیون مین شریک رہتا ہون اور اب ہم دسترخوان کے گرد پھر کر جام سلامتی پئینگے۔

(دروازہ کے پاس پہنچکر خونی سے) تیرے چہرہ پر خون ہے)

خونی۔ احمد خان ہی کا تو ہے۔

نادر قلی خان۔ اُسکے جسم مین رہنے سے تیرے جسم پر رہنا بہتر ہے کیا اُسکا کام ختم ہو گیا۔؟

خونی۔ خداوند۔ اُس کا گلا کاٹا گیا اور وہ مین نے کاٹا ہے۔

نادر قلی خان۔ پھر تو تو سب سے اچھا گردن کش ہے لیکن جس نے یہہ کام تراب کے ساتھہ کیا ہو وہ بھی اِس تعریف کا مستحق ہے اور اگر یہہ بھی تو ہی نے کیا ہے تو تو اپنا آپ ہی نظیر ہے۔

خونی۔ خداوند تراب تو بھاگ گیا۔

نادر قلی خان۔ (خود سے) اس سے تو مجھے پھر لرزہ چڑھتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو

مجھے کامل آرام ہو جاتا ہیں فولاد مجسم ہو جاتا اور پہاڑ کی طرح ثابت قدم اور ہوا کی طرح آزاد و خود مختار ہوتا۔ لیکن ابھی تو میں محدود و مقید و محبوس ہوں اور شبہ اور خوف میں مبتلا پڑا ہوں (خونی سے مخاطب ہو کر) احمد خان کا کام تو ختم ہو گیا نہ؟

خونی۔ ہاں خداوند۔ خندق میں محفوظ پڑا ہے۔ اور سر میں بیس زخم ہیں۔ جن میں سے چھوٹے سے چھوٹا بھی ہلاکت کے لیے کافی ہے۔

نادر قلی خان۔ میں ممنون ہوا (خود سے) بڑا سانپ تو وہاں پڑا ہے۔ مگر سپولا ہاتھ سے نکل گیا اور گو ابھی اُس کے دانت نہیں نکلے ہیں لیکن آخر سانپ ہی کا بچہ ہے زہریلا ہوگا (خونی کی طرف مخاطب ہو کر) اچھا اب جاؤ کل اس بارہ میں پھر گفتگو ہوگی۔

(خونی جاتا ہے)

نورجہان۔ جناب آپ تو اپنے مہمانوں کی کچھ تواضع و مدارات نہیں کرتے اور جو دعوت تپاک اور تندھی کے ساتھ نہ کی جائے وہ ایسی ہے جیسے بھٹیارے کے ہاں کا کھانا۔ دعوت وہی ہے جو محبت اور اشتیاق سے کی جائے کیونکہ اگر محض کھانے ہی سے غرض ہے تو سب سے عمدہ گھر کا کھانا ہوتا ہے باہر کا کھانا تو اُسی وقت لذیذ معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ تعظیم و تکریم و خوش اسلوبی کے ساتھ کھلایا جائے ورنہ صرف پیٹ بھرنے کے لیے کوئی کسی کے ہاں نہیں جاتا۔

نادر قلی خان۔ اے میری پیاری یاد دلانے والی! میں ممنون ہوا (مہمانوں سے) حضرات! تندرستی کے ساتھ خدا آپ کو اچھی اشتہا اور عمدہ قوت ہضم عطا کرے۔

مرزا باقر۔ خداوند آپ بھی تشریف رکھیں۔

(احمد خان بھوت بنکر آتا ہے اور نادر قلی خان کی جگہ بیٹھ جاتا ہے)

نادر قلی خان - اگر اس وقت ہمارے معزز و ممتاز مہمان احمد خان یہان موجود ہوتے تو ہمارے ملک کے تمام ذی شان و عالی دودمان اُمرا و اعزہ یہان جمع ہو چکے ہوتے مگر خدا کرے کہ عدم موجودگی کی وجہہ اُن کی نامہربانی کے سوا اور کچھہ نہ ہو - تاکہ ہم شکوہ کر سکون لیکن خدانخواستہ کوئی ناگہانی واقعہ نہ ہو جس کے لیے اُن کے ساتھہ ہمدردی کرنی پڑے -

امیر عبداللہ - اعلیحضرت غیر حاضری سے اُن پر وعدہ خلافی کا الزام عائد ہوتا ہے خداوندا! اب براہ بندہ نوازی آپ ہمارے ساتھہ شریک ہو جائین -

نادر قلی خان - دسترخوان پر تو جگہہ ہی نہین رہی -

مرزا باقر - یہان ایک جگہہ خالی ہے -

نادر قلی خان - کہان ؟

مرزا باقر - یہان خداوند نعمت - حضور اس قدر مضطرب کیون ہین -

نادر قلی خان - آپ مین سے یہہ کام کس نے کیا - ؟

امرا - خداوند کون کام - ؟

نادر قلی خان - تو یہہ نہین کہہ سکتا کہ یہہ مین نے کیا - تو اپنی خون آلود زلفونکو میری طرف ہرگز نہ ہلا -

امیر عبداللہ - صاحبو اُٹھو - حضرت کا مزاج اچھا نہین ہے -

نور جہان - بیٹھیے حضرت کا مزاج اکثر ایسا ہو جاتا ہے اور جوانی سے یہی حال ہے مہربانی کر کے آپ سب صاحب بیٹھے رہیے یہہ بحران تھوڑے ہی عرصہ تک رہے گا اس کے بعد درست ہو جائین گے - اگر آپ اُن کی طرف خیال کرین گے تو وہ اور زیادہ

بد دماغ ہو جائین گے اور اُن کا غصہ بڑھ جائے گا۔ پس آپ کھانا تناول فرمائین اور اُس کی طرف کچھہ توجہہ نکرین۔

کیا جی تم مرد ہو؟

نادر قلی خان۔ ہان اور وہ بھی ایسا بہادر کہ مین اُس چیز کے دیکھنے کی جرأت کرتا ہون جس سے شیطان بھی ڈر جائے۔

نورجہان۔ واہ واہ ایسی ہی بہادری چاہیئے لیکن اس وقت تو یہہ سب تمھارے خیالات کی رنگ آمیزی ہے یہہ وہی وہی خنجر ہے جس نے تمھارے ہی قول کے موافق تم کو فتح علی شاہ کے پاس پہنچا دیا تھا۔ ایسے بیہودہ اندیشے و غلغلے عورتون کے قصہ کہانی کے لیے موزون ہین۔ افسوس افسوس کیا شرم کی بات ہے کہ تم آج مُنھہ بنا رہے ہو اور صرف ایک خالی کرسی کی طرف دیکھہ رہے ہو۔

نادر قلی خان۔ مہربانی کرکے ذرا اُدھر دیکھو۔ دیکھو دیکھو۔ دیکھو اب کیا کہتی ہو اُف مین کیا پروا کرتا ہون۔ اگر تم گردن ہلا سکتے ہو تو پھر بولتے کیون نہین اگر ایسا ہی مقبرون اور قبرون سے مردے اُٹھہ اُٹھہ کر آنے لگین گے تو لاشون کو چیل کوّون سے کھلانا پڑے گا۔

(بھوت غائب ہو جاتا ہے)

نورجہان۔ کیون بیوقوفی سے بالکل نامرد ہو گئے۔؟

نادر قلی خان۔ اگر یہان میرا کھڑا ہونا تسلیم کیا جائے تو بلا شبہ مین نے اُن کو دیکھا ہے۔

نورجہان۔ افسوس ہے شرم ہے۔

نادر قلی خان- قدیم زمانہ مین جبکہ رحیمانہ قوانین نے انتظام مملکت کو جرایم سے پاک نہ کیا تھا خون ہوا کرتے تھے اور اب بھی ایسے کشت وخون ہوتے ہین جن کی کیفیت سُن کر کلیجہ کانپ اُٹھتا ہے۔ سابق مین یہہ تھا کہ جب کسی کا سر پھوڑ دیا تو وہ مرگیا اور بس سب کچھہ ہوگیا مگر اب تو مقتول اپنی کھوپری پر بیس زخم کاری کھائے ہوئے زندہ رہتا ہے اور ہم کو ہماری جگہہ سے اُٹھا دیتا ہے جو بڑے ہی تعجب کی بات ہے۔

نورجہان- جناب من- آپ کے دوست آپ کی صحبت کا انتظار کر رہے ہین-

نادر قلی خان- ہان مین بھول گیا- میرے مہربان دوستو میری طرف تعجب کی نگاہ سے نہ دیکھنا- مجھے ایک قسم کی بیماری ہے مگر جو لوگ اُس سے واقف ہین اُسکا کوئی لحاظ نہین کرتے- لیجیے آپ سب صاحبون کا جام صحت نوش کرتا ہون اور پھر آپ کے ساتھہ بیٹھہ جاؤنگا- لاؤ مجھے شراب دو اور پیالہ لبریز کردو- مین دعا کرتا ہون کہ آپ سب صاحب تندرست اور خوش رہین اور یہی دعا اپنے عزیز دوست احمد خان کے حق مین بھی کرتا ہون کاشکے وہ یہان موجود ہوتے- مین اُن کی اور آپ سب صاحبون کی سلامتی اور خیر وعافیت چاہتا ہون-

امرا- ہم آداب بجا لاتے ہین اور حضرت کی صحت اور طول عمر کے لیے دعا کرتے ہین

(بھوت پھر آتا ہے-)

نادر قلی خان- جاؤ نکلو میری نظر سے دور ہو زمین مین گڑھ جاؤ تمھاری ہڈیون مین مغز نہین ہے- تمھارا خون سرد ہے اور جن آنکھون سے تم میرے سامنے گھورتے ہو اُن مین کوئی نور نہین-

نورجہان- نامور اُمرا- آپ اسکو ایک معمولی عادت سمجھیے اور کچھہ نہین ہے

البتہ عیش مین توخلل پڑتا ہے۔

نادر قلی خان۔ جس کام کے کرنے کی انسان جرأت کرسکتا ہے اُس کی مین بھی جرأت رکھتا ہون اگر تم کھردرے مازندرانی ریچھ یا ہمنیل گینڈے یا آفریقہ کے شیر کی صورت مین بھی آؤگے تو مین پرواہ نہ کرون گا۔ تم اپنی موجودہ شکل کے سوا جس شکل مین آؤ مگر میری مضبوط رگین ذرہ بھی نہ کانپین گی۔ یا پھر زندہ ہوکر آؤ اور تلوار لیکر جنگل مین میرے ساتھ مقابلہ کرو اور اگر اُس وقت مجھے لرزان اور ترسان پاؤ تو مجھے کسی لڑکی کا گڈا سمجھنا چل اے پلید سایے چل نکل اے نابکار بھوت نکل۔

(بھوت جاتا ہے)

اچھا دیکھو وہ چلا گیا اور مین پھر آدمی بن گیا حضرات مہربانی کرکے آپ بیٹھے رہیے

نورجہان۔ آپ نے نہایت بُری طرح سے عیش مین خلل ڈال دیا اور اس محفل کو درہم وبرہم کردیا۔

نادر قلی خان۔ کیا ممکن ہے کہ ایسی چیزین ہون اور ہم پر موسمی ابر کی طرح چھاجائین اور پھر ہم حیران وپریشان نہ ہون۔ مین جب خیال کرتا ہون کہ ایسی چیزون کو دیکھنے کے بعد بھی تمھارے رخسارون کی اصلی سرخی قائم ہے تو بڑا ہی تعجب ہوتا ہے میرا چہرہ توخوف سے فق ہوگیا ہے۔

امیر عبداللہ۔ جناب والا آپ کن چیزون کا ذکر فرماتے ہین۔

نورجہان۔ مہربانی فرماکے آپ ان سے بات نہ کیجیے۔ ان کی حالت بدتر ہوتی جاتی ہے سوال کرنے سے اُن کو غصہ پیدا ہوتا ہے خدا حافظ وناصر ہے

کوئی تکلف کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ فوراً برخاست کر دیجیے۔

مرزا باقر۔ خدا حافظ۔ خدا تعالی حضرت اقدس کو صحت کلی بخشے۔

نورجہان۔ سب صاحبون کو کریم کارساز سلامت رکھے۔

(نادر قلی خان اور نورجہان کے سوا سب جاتے ہین)

نادر قلی خان۔ وہ خون ہی لے گا۔ لوگ کہتے ہین خون کا بدلہ خون ہی ہے پتھر ہل کرا ور درخت بول کر خون کا سُراغ لگاتے ہین اور چڑیان اور کوے پوشیدہ سے پوشیدہ خون کو ظاہر کر دیتے ہین۔ بھلا اب کتنی رات آئی ہو گی۔

نورجہان۔ کوئی دم مین صبح ہوا چاہتی ہے۔

نادر قلی خان۔ کیون جی تم جانتی ہو کہ داؤد مرزا نے ہماری فرمان برداری کرنے سے انکار کیا ہے۔

نورجہان۔ کیا آپ نے اُن کو طلب فرمایا تھا؟

نادر قلی خان۔ نہین۔ مین نے ایسا ہی سُنا ہے لیکن مین اُن کو بلا بھیجون گا ان سب امیرون کا حال مجھے معلوم ہوا کرتا ہے کیونکہ ان مین سے کوئی ایسا نہین ہے جس کے گھر کے کسی نہ کسی نوکر کو اپنی طرف سے تنخواہ نہ دیتا ہون۔ اب کل میرا یہی ارادہ ہے کہ سویرے ہی اُن ڈائنون کے پاس جاؤن اور اُن سے اور باتین پوچھون کیونکہ اب مین بدترین ذرایع سے بُری سی بُری باتین جاننا چاہتا ہون مین اپنے ذاتی فائدے کے لیے اب کسی بات کی بھی پروا نہ کرون گا۔ مین خون کے دریا مین یہان تک قدم رکھ چکا ہون کہ اب عبور کرنے کے سوا چارہ نہین کیونکہ اب واپس پھرنا کچھ اُس پار جانے سے کم وقت طلب نہین ہے۔ میرے دل مین

نرالے خیالات بھرے ہین جن پر مجھے عمل بھی کرنا ہے اور جب تک وہ اعمال وقوع مین نہ آئین ظاہر کرنیکے قابل بھی نہین ہین۔

نورجہان۔ لیکن بالفعل آپ کو نیند کی ضرورت ہے جو انسان کی ہر قوت کی محافظ ہے۔

نادر قلی خان۔ چلو سو رہین۔ میرے یہہ خیالات باطل اور حرکات عجیب صرف اس خوف کا نتیجہ ہین جو اول اول ہر مجرم کے دل مین پیدا ہوتا ہے مگر وہ زیادہ مشق سے جاتا رہے گا۔ ابھی تو ہم فن گنہگاری کے نوآموز ہین۔

(دونون جاتے ہین)

پانچوان سین

جنگل

(گرج ہوتی ہے۔ تین ساحرہ آتی ہین اور ایک بڑھیا بھی ساتھ ہے)

پہلی ساحرہ۔ کیون بڑی بی خیر تو ہے۔ آپ مجھے کچھ خفا نظر آتی ہین۔

بڑھیا۔ چڑیلو کیون نہ خفا ہون گی جب تم ایسی شوخ و گستاخ ہوگئی ہو۔ تم نے اکیلے ہی اکیلے نادر قلی خان سے معاگوئی اور خون خرابے کا معاملہ کرلیا اور مجھکو جو تمھارے منترون کی اُستانی اور تمام شر و فساد کی موجد ہون کیون نہ بُلایا۔ تاکہ مین بھی شریک ہوکر اپنے علم کی شان و عظمت کا اظہار کرتی۔ اور سب سے بڑی بات تو یہہ ہے جو کچھہ تم نے کیا ہے وہ ایک خود رائے کینہ ور اور غضبناک شخص کے لیے کیا ہے جو حسب معمولِ دنیا اپنے مطلب کو چاہتا ہے۔ نہ کہ تم کو۔ مگر اب اس کی مکافات کرنا چاہیے جاؤ چلی جاؤ اور صبح کو مجھ سے شیطان باؤلی پر ملو۔ جہان وہ بھی اپنے مقدرات آزمانے

کے لیے آنے والا ہے۔ اپنے برتن اور ٹونے ٹوٹکے اور جڑی بوٹیان ساتھ لیتی آنا۔ بین تو ہوا کے سفر کو جاتی ہون آج کی رات مجھے ایک ڈراؤنے اور مہلک کام مین صرف کرنی ہے۔ کل دوپہر تک ایک بہت بڑے کام کو انجام دینا ہے چاندکے کونے پر بھاپ کا ایک قطرہ لٹک رہا ہے اُسکو زمین پر گرنے سے پہلے پکڑ لونگی اور جادو منتر سے ٹپکا دون گی جس سے مصنوعی بھتنے نکل آئین گے اور نادر کو دھوکے دے دیکر یہان تک تباہ کر دین گے کہ وہ قضا و قدر کی پروا نہ کرے گا موت کو حقارت کی نظر سے دیکھے گا۔ اپنی تمام عقل و ہوشیاری مسکینی و خاکساری کو فراموش کر کے خیالات باطل مین مست ہو جائے گا اور تمھین معلوم ہے کہ خیالات باطل انسان کے سب سے بڑے دشمن ہین۔

(اندر سے گانے بجانے کی آواز آتی ہے)

سُنو مجھے بُلا رہے ہین۔ دیکھو میرا ہمزاد ابر مین بیٹھا ہوا میرا انتظار کر رہا ہے۔

(بڑھیا جاتی ہے)

پہلی ساحرہ ۔ چلو جلدی کرو وہ تھوڑی دیر مین واپس آجائین گی۔

(سب جاتے ہین)

چھٹا سین

مقام شہر ود۔ بادشاہ کا محل

(مرزا باقر اور ایک امیر آتا ہے)

مرزا باقر ۔ مین نے جو کچھ پہلے کہا ہے اُس سے آپ سب مطلب سمجھ چکے ہونگے زیادہ بیان کی حاجت نہین۔ صرف یہی کہنا کافی ہوگا کہ عجیب واقعات گزرتے ہین

نادر قلی خان فتح علی شاہ کا مطیع اور خیر خواہ تھا اور فتح علی شاہ مر گئے۔ بہادر احمد خان
بڑی رات گئے تک باہر گھومتا رہا اور وہ بھی مارا گیا۔ چاہے آپ یہہ کہیے تراب نے
اُس کو مار ڈالا۔ کیونکہ تراب بچا گیا ہے۔ لوگون کو رات گئے تک باہر نہ گھومنا چاہیئے
شاہزادہ سلیمان اور فرید نے کیسا شیطانی کام کیا کہ اپنے والد مہربان کو مار ڈالا
ہائے ہائے کیسا نہ ہونے کا کام کیا اور نادر قلی خان کو اُس سے کس قدر افسوس پیدا
ہوا اور کیسے غصہ میں آکر اُنھون نے اُن دونون گنہگارون کو فوراً قتل کر دیا
جو شراب سے مست اور نیند مین غرق تھے کیسی بلند حوصلگی سے اُنھون نے یہہ کام
کیا اور کتنی دانشمندی صرف کی کیونکہ اگر وہ لوگ انکار کرتے تو کس قدر غصہ ہر شخص کو
پیدا ہوتا۔ پس مین کہتا ہون کہ نادر قلی خان نے ہر کام نہایت عمدگی سے کیا ہے
اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر خدا نخواستہ فتح علی شاہ کے بیٹے اُس کے قابو مین آجاتے
تو پھر معلوم ہو جاتا کہ اپنے والد کا خون بہانا کیسا ہوتا ہے۔ اور یہی تجربہ تراب کو بھی
حاصل ہو جائے۔ مگر خیر اس معاملہ مین ہم کو خاموشی مناسب ہے۔ کیونکہ یہہ بھی شنا
جاتا ہے کہ صاف صاف بولنے اور اُس ظالم کی ضیافت مین شریک نہ ہونیکے باعث
داؤد مرزا نظر سے گرے ہوئے ہین آپ کو معلوم ہے کہ وہ کہان ہین ؟

امیر۔ فتح علی شاہ کا بیٹا جس کو اس ظالم نے اپنے حقوق سے محروم رکھا ہے بالفعل
توران مین رہتا ہے جہان بادشاہ طہماسپ نے اُس کو نہایت عزت کے ساتھ
رکھا ہے وہان داؤد مرزا بھی اسی غرض سے گئے ہین کہ بادشاہ سے یہہ عرض کرین
کہ وہ اپنے ناسور سپہ سالار نیبور اور اسکے بہادر فرزند عبد الرحمن کو شہزادے کی
مدد کے لیے بھیجین تاکہ خدا کے فضل اور اُن کی اعانت سے ہم کو پیٹ بھر کھانا اور

رات کو چین سے سونا نصیب ہو ہماری دعوتون مین خونی خنجر دکھائی نہ دین ہم وفاداری سے فرمان برداری کرین اور ہم کو آزادی کے ساتھ عزت حاصل ہو۔ جن سب باتون کے لیے ہم فی الحال ترس رہے ہین چنانچہ اس خبر کے سُننے سے اُس ظالم کو غُصّہ آیا ہے اور جنگ کی کچھ تیاریان کر رہا ہے۔

مرزا باقر۔ کیا اُس نے داؤد مرزا کو طلب کیا؟

امیر۔ ہان مگر اُنھون نے صاف جواب دیا کہ مین نہ آؤن گا۔ یہ سن کر قاصد بڑبڑاتا ہوا واپس گیا اور جاتے جاتے کہنے لگا کہ اس جواب کے لیے تم بہت پچتاؤ گے۔

مرزا باقر۔ اب اُن کو خوب خبردار اور جہان تک ہو سکے اس ظالم سے دور رہنا چاہیے خدا کرے کوئی فرشتہ اُڑ کر اس شکر کی حملہ آوری سے پہلے توران جا پہنچے اور اس کے ارادے کی خبر پہنچا دے تاکہ اس ملک پر پھر خدا کی رحمت جلد نازل ہو جو اُس وقت اس موذی کے چنگل مین بُری طرح پھنسا ہے۔

امیر۔ مین اس دعا کے ساتھ آمین کہتا ہون۔

(دونون جاتے ہین)

چوتھا ایکٹ

پہلا سین

(ایک غار جس کے بیچ مین ایک کڑھاؤ بھی چڑھا ہے گرج ہوتی ہے۔ اور تین ساحرہ آتی ہین)

پہلی ساحرہ۔ تین مرتبہ کبری بلی میاؤن میاؤن کر چکی۔

دوسری ساحرہ۔ تین مرتبہ۔ اور پھر ایک مرتبہ خارپشت رو چکا ہے۔

تیسری ساحرہ۔ گدھ کہتا ہے کہ وقت آگیا وقت آگیا۔

پہلی ساحرہ۔ کڑھاؤ کو اب تو تپا لو بہنو | زہر کی انتڑیاں ڈالو بہنو
مینڈک بھی بہہ اُبالو بہنو | شوربا خوب پکا لو بہنو
ایک مہینہ سوتا رہا ہے | مٹھ کے نیچے روتا رہا ہے
گوشت اپنا وہ کھوتا رہا ہے | زہر بایا بھی ہوتا رہا ہے

تینوں ساحرہ۔ دُہری محنت دُہری مشقت | بہنو کر لو آج ہی کر لو
منتر جنتر بین ہو برکت | آگ جلاؤ ہنڈیا بھر لو

دوسری ساحرہ۔ سانپ کی اس میں لیلی ڈالو | دیکھ جوش اب خوب اُبالو
بلی کی آنکھ اور مینڈک کی کھال | کُتے کی جیبھ اور شپر کے بال
بچھو کا ڈنک اور زہرافعی کا | گرگٹ کی ٹانگ اور پر اُلو کا
جادو کا بہہ زور ہے کیسا | دوزخ میں شوربا بنتا ایسا

تینوں ساحرہ۔ دُہری محنت دُہری مشقت | بہنو ایک دن آج ہی کر لو
اپنے منتر میں ہو برکت | آگ جلاؤ ہنڈیا بھر لو

تیسری ساحرہ۔ بھیڑیے کے دانت لاؤ اژدھے کی کھال بھی | ڈنکنی کی سومیائی دُم مگر دریائی کی
جڑ دھتورہ کی کلیجہ کافر نا پاک کا | رینتہ بکرے کا گدھے کی دُم کر بالو میں بدھا
شاخ پیپل کی لگے سورج گہن میں ہو کٹی | ناک ہو بینی کی حبشی مرد کا ہونٹ بھی
انتڑیاں بچہ ان شیر کی اور اُنگلی کچے بچے کی | خوب ہو جوش ان کو تا کہ خوش ہو سامری

تینوں ساحرہ۔ دُہری محنت دُہری مشقت | بہنو ایک دن آج ہی کر لو
منتر میں ہو اپنے برکت | آگ جلاؤ ہنڈیا بھر لو

دوسری ساحرہ۔ بندر کے لہو سے ٹھنڈا کردو ہانڈی کے اوپر چھینٹا دھر دو

(بڑھیا آتی ہے)

بڑھیا۔ کیا خوب کیا۔ کیا خوب کیا یہہ تم نے کام صلے مین اسکے دونگی تم کو مین انعام

کرو مائے کے اطراف گاؤ گیت گول گول گھومو بھوت پریت

پورا ہے اب جادو منتر ہوگا اب یہہ اکسیر جنتر

(باجے کے ساتھ گانا ہوتا ہے اور بڑھیا جاتی ہے)

دوسری ساحرہ۔ انگوٹھا میرا یہہ جو کھجلا رہا ہے مجھے جان پڑتا کوئی آرہا ہے

ارے قفل کھل جا ارے قفل کھل جا جو دے چوٹ تجھکو ارے قفل کھل جا

(نادر قلی خان آتا ہے)

نادر قلی خان۔ کیون اندھیرے گپ مین رہنے والی چڑیلو کیا کر رہی ہو۔

تینوں ساحرہ۔ ایک ایسا کام جس کا کوئی نام نہین۔

نادر قلی خان۔ تم کو اس چیز کی قسم جس کو تم مانتی ہو میرے بارے مین وہ کہدو جو کچھ تم جانتی ہو۔ چاہے تم نے اُس کا علم کسی طرح حاصل کیا ہو۔ اگر تمھارے کہنے سے طوفان ہو جائے بڑی بڑی عمارتین ڈھا جائین سمندر مین جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ڈوب جاہین۔ اناج کے کھیت پائمال ہو جائین۔ درخت گر پڑین قلعے نابود ہو جائین محل اور منارے مٹی مین مل جائین دنیا کی تمام چیزین غارت ہو جائین خود قیامت بھی آجائے تو بھی میرے سوال کا جواب دو۔

پہلی ساحرہ۔ پوچھو۔

دوسری ساحرہ۔ سوال کرو۔

تیسری ساحرہ۔ ہم جواب دینگے۔

پہلی ساحرہ۔ آپ ہماری زبان سے سُننا چاہتے ہین یا کہ ہمارے استادونکی زبان سے دہ معلوم کیا چاہتے ہین۔

نادر قلی خان۔ ہان انھین بلاؤ مین اُن سے ملنا چاہتا ہون۔

پہلی ساحرہ۔ سور جس نے بچے نو اسپنے کھائے اُس کو لو
آگ مین ڈالو اُسکا خون اور خون جس نے کیا زبون
اُس کی چربی ڈالو اندر جس سے ہوگا پورا منتر

تینو جادوگرنیان۔ آئے بڑے اور چھوٹے سب بتایئے ہنر اپنا اب

(گرج ہوتی ہے اور پہلی صورت ایک خود پوش سر کی نظر آتی ہے)

نادر قلی خان۔ اے تو نا معلوم مجھ سے کہہ کہ۔

پہلی ساحرہ۔ وہ تمھارا خیال جانتا ہے اسکا کہنا سن لو اور کچھ نہ کہو۔

پہلی صورت۔ نادر قلی خان! نادر قلی خان!! نادر قلی خان!!! داؤد مرزا سے ہوشیار رہو۔ امیر پوستان سے خبردار رہو۔ بس اب مجھے جانے دو۔

(زمین مین سما جاتی ہے)

نادر قلی خان۔ تم چاہے جو ہو مگر مین تمھاری اطلاع دہی کا ممنون ہون کیونکہ تم نے میرے دلی خوف کو ٹھیک ٹھیک بتا دیا ہے لیکن ایک بات اور سُنو

پہلی ساحرہ۔ وہ کسی کا حکم نہین سُنتا یہہ دیکھو دوسرا جن آتا ہے جو پہلے سے بھی زیادہ قوی ہے۔

(دگرج ہوتی ہے اور دوسری صورت ایک خون آلود بچے کی نظر آتی ہے)

دوسری صورت - نادرقلی خان! نادرقلی خان!! نادرقلی خان!!!

نادرقلی خان - اگر میرے تین کان ہوتے تو تینوں سے سُنتا۔

دوسری صورت - خونخوار جری اور ثابت قدم رہ قوتِ انسانی کو حقارت کی نظر سے دیکھ- کیونکہ جو شخص عورت سے پیدا ہوا ہے وہ نادرقلی خان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

(دوسری صورت بھی زمین میں سما جاتی ہے)

نادرقلی خان - پھر تو داؤد مرزا جا ہے زندہ رہے مجھے اُس کا خوف نہ کرنا چاہیے لیکن اپنا پورا اطمینان کرلون گا اُس کو زندہ نہ رہنے دون گا تاکہ میرا دل امن مین رہے اور مین بخوف سو سکون۔

(دگرج ہوتی ہے اور تیسری صورت ایک تاجدار بچے کی نظر آتی ہے جس کے ہاتھ مین ایک درخت ہے)

یہہ کیا ہے جو ایک شہزادے کی شکل مین نمایان ہے اور جس کے سر پہ بادشاہی تاج دھرا ہے۔

جادوگرنیان - سنو منھ سے کچھ نہ کہو۔

تیسری صورت - شیر دل اور عالی حوصلہ ہو اور اس کی پروا نہ کر کہ کون خفا ہوتا ہے یا کون روٹھتا ہے یا سازشی کہان جمع ہوتے ہین۔ جب تک خراسان کا جنگل کوہِ البرز پر آکر نادرقلی خان سے نہ لڑے تب تک نادرقلی خان کو کبھی شکست نہ ہوگی۔

(صورت زمین میں سما جاتی ہے)

نادر قلی خان۔ یہہ تو کبھی نہ ہوگا۔جنگل کو کون لشکر میں شریک کر سکتا ہے اور درختوں کو کون حکم دے سکتا ہے کہ تم اپنی زمین میں گڑی ہوئی جڑیں اُکھیڑ لو۔ کیا خوشگوار اور عمدہ پیشین گوئیاں ہیں کہ جب تک خراسان کا جنگل جگہہ نچھوڑے تب تک ایفادت کا سر نہیں اُٹھ سکتا تو پھر نادر قلی خان اپنی پوری عمر تک جیتا رہے گا اور جب اس دنیار فانی کے دستور کے موافق اُس کا وقت آئے گا تب ہی اُس کا دم نکلے گا تاہم میرا دل ایک بات جاننے کے لیے پھڑکتا ہے اگر تمھارا علم اس کو بتا سکتا ہے تو بتا دو کہ کیا احمد خان کی اولاد اس ملک میں کبھی بادشاہت کرے گی؟

جادوگرنیاں۔ زیادہ جاننے کی کوشش نہ کر۔

نادر قلی خان۔ میں اس کو ضرور معلوم کروں گا۔اگر اس سے انکار کروگی تو تم پر دائمًا لعنت و ملامت ہے۔کہدو۔کیوں وہ کڑھاؤ کیوں ڈوبتا جاتا ہے اور یہہ آواز کیوں ہے؟

(سرنائیوں کی آواز آتی ہے)

پہلی ساحرہ۔ دکھادو۔

دوسری ساحرہ۔ دکھادو۔

تیسری ساحرہ۔ دکھادو

سب مل کر۔ آنکھوں کو دکھاؤ اور دل کو دُکھاؤ سایہ کی طرح آؤ سایہ کی طرح جاؤ۔

(آٹھ بادشاہ دکھائی دیتے ہین اخیر بادشاہ کے ہاتھ مین ایک آئینہ ہے اور اُس کے پیچھے احمد خان کی مجسم روح ہے)

نادر قلی خان - تیری شکل احمد خان کے ہمزاد سے بہت ملتی ہے جا دور ہو! تیرے تاج کی چمک میری آنکھون کی پتلیون کو جلائے دیتی ہے - اور اُس دوسرے تاجدار کو دیکھو اُس کے بال تو پہلے شخص کے بال سے کسقدر مشابہہ ہین - الہٰی تیسرا دوسرے کے مثل ہے اے بخس چڑیلو یہہ کیون مجھے دکھلاتی ہو ارے چوتھا بھی ہے - اُفوہ - اب تو بہتر ہین کہ میری آنکھین نکل پڑین کیا یہہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا - ایک اور آیا ارے ساتوان بھی نکلا - اب مین اور نہ دیکھونگا ہائے ہائے آٹھوان بھی نظر آتا ہے جس کے ہاتھ مین آئینہ ہے اور اُس مین بہت سے اور بھی دکھائی دیتے ہین اور بعض کے ہاتھ مین تو دو دو گولے اور تین تین عصا ہین - کیا کرون نظارہ ہے! اب مین نہ دیکھون گا - اب مین دیکھتا ہون کیہ یہہ صحیح ہونہار باتین ہین کیونکہ خون آلود احمد خان میری طرف دیکھکر ہنستا ہے اور اشارہ سے یہہ ظاہر کرتا ہے یہہ سب اُسی کی اولاد ہے -

(سب صورتین غائب ہو جاتی ہین)

کیا یہہ واقعی ایسا ہے؟

پہلی ساحرہ - ہان جناب یہہ ایسا ہی ہے - مگر نادر قلی خان اس قدر متعجب کیون کھڑا ہے - آؤ بہنو ہم اُن کے دل کو خوش کرین اور اپنی عمدہ چیزین دکھائین مین ہوا کا جادو کرتی ہون تاکہ اُس مین سے آواز نکلے اور تم چکر لگاؤ تاکہ یہہ عظیم الشان بادشاہ براہِ عنایت یہہ کہہ اُٹھے کہ ہم نے اُس کی بندگی جانفشانی سے

کی ہے۔

دگانا ہوتا ہے جادوگرنیاں ناچتی ہیں اور پھر غائب ہو جاتی ہیں)

نادر قلی خان۔ آئیں! کہاں ہیں! کیا چلی گئیں؟ لعنت ہو اُس ساعت نامبارک پر ادھر آؤ یہاں کون کھڑا ہے؟

(مرزا باقر آتا ہے)

مرزا باقر۔ حضور کا کیا ارشاد ہے۔

نادر قلی خان۔ کیا تم نے اُن ڈائنوں کو دیکھا؟

مرزا باقر۔ نہیں جناب عالی۔

نادر قلی خان۔ کیا وہ تمھارے پاس سے نہیں گذریں؟

مرزا باقر۔ نہیں خداوند۔

نادر قلی خان۔ جس ہوا پر وہ سوار ہوتی ہیں وہ متعفن ہو جائے اور جو لوگ اُن پر بھروسہ کرتے ہیں وہ جہنم واصل ہوں۔ میں گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سُن رہا ہوں دیکھو تو یہہ کون آرہا ہے؟

مرزا باقر۔ پیر و مرشد دو تین صاحب آئے ہیں جو آپ کی خدمت میں یہہ خبر لائے ہیں کہ داؤد مرزا نوران کو بھاگ گیا ہے۔

نادر قلی خان۔ کیا نوران کو بھاگ گیا؟

مرزا باقر۔ جی حضور ہاں۔

نادر قلی خان۔ (خود سے) اے زمانے تو میرے مہیب کاموں میں متعرض ہوتا ہے۔ کوئی بلند ارادہ کامیاب نہیں ہوتا جب تک کہ ساتھ ہی ساتھ عمل نکیا جائے

آئندہ سے ہین دل مین کسی خیال کے پیدا ہوتے ہی اُس کی تکمیل اپنے ہاتھون کرونگا
اور اب بھی مین سوچنے ہی عمل کرون گا۔ مین داؤد مرزا کے قلعہ پر ایکدم جا پہنچونگا
بوستان کو لے لون گا داؤد مرزا کی بیوی اور بچون اور اُس کی تمام بدنصیب آل
اولاد کو قتل کرون گا۔ یہہ کسی احمق کی لاف زنی نہین ہے مین اس کام کو اپنا ارادہ
سرد ہونے سے پیشتر انجام دون گا۔ مگر اب کوئی بھوت پریت نہین چاہیے۔ چلیے
راہ دکھائیے وہ لوگ کہان ہین؟

(جاتے ہین)

دوسرا سین

بوستان داؤد مرزا کا قلعہ

(داؤد مرزا کی بیوی جہان آرا اور اُس کا فرزند اور امیر عبداللہ آتے ہین)

جہان آرا۔ انھون نے کیا کیا تھا کہ اُن کو جلا وطن ہونا پڑا۔

امیر عبداللہ۔ آپ ذرا صبر تو کیجیے۔

جہان آرا۔ اُن کو تو مطلق صبر نہ ہوا اور مثل دیوانے کے بھاگ گئے اور یہہ نہ خیال کیا کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگرچہ کسی شخص سے کوئی بغاوت نہ بھی کی ہو لیکن وہ اپنے اظہار خوف سے اپنے آپ کو باغی ثابت کر دیتا ہے۔

امیر عبداللہ۔ آپ کو کیا معلوم ہے کہ وہ اُن کی دانشمندی تھی یا خوف تھا۔

جہان آرا۔ دانشمندی اچھا ہے۔ یہہ کیسے ممکن ہے کہ اپنے بیوی اور بچونکو اپنی ڈیوڑھی اور اعزاز کو ایسی جگہہ چھوڑ جائین جہان سے خود بھاگ گئے ہون وہ ہم سے محبت نہین کرتے اُن مین محبت کا مادہ ہی نہین ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی چڑیا بھی اپنے

بچون کے لیے شکرے سے لڑ بیٹھتی ہے۔ اُن کے دل مین خوف ہی خوف ہے غصہ کا نام نہین۔ ایسے بھاگ جاتے ہین کیا دانشمندی ہے جو سراسر عقل کے خلاف ہو۔

امیر عبداللہ۔ میری عزیزہ بہن! اپنی آپ سے نہ رہو۔ تمہارے شوہر عالی ہمت دانا اور مدبر ہین۔ اور وقت کی نازک حالت کو بخوبی سمجھتے ہین۔ مین زیادہ نہین کہہ سکتا مگر یہ بہت سخت زمانہ ہے کہ جب ہم بیگناہ لوگ باغی کہے جاتے ہین۔ ہم کو نہایت خوف مین رہنا پڑتا ہے حالانکہ ہم جانتے ہی نہین کہ کس وجہ سے نا انصافیان ہین جیسے ایک وحشی اور غضبناک دریا پر ادھر اُدھر ٹکر کھاتے ہین۔ اب مین تم سے رخصت ہوتا ہون۔ کچھ زیادہ دیر نہ لگے گی کہ مین پھر واپس آجاؤن گا۔ یقین مانو کہ جب حالت خراب سے خراب درجہ کو پہنچے گی تو وہین خاتمہ ہو جائیگا۔ یا پھر اُسی جگہ عود کریگی جہان وہ پہلے تھی۔ میری عزیزہ بہن خدا حافظ۔

جہان آرا (بیٹے کی طرف اشارہ کرکے) اسکا باپ زندہ ہے مگر یہ یتیم ہوگیا ہے۔

امیر عبداللہ۔ اگر مین یہان زیادہ ٹھہرون گا تو میری بے عزتی اور آپ کو تکلیف ہوگی۔ پس مین آپ کی اجازت چاہتا ہون۔

(جاتا ہے)

جہان آرا۔ بیٹا تیرا باپ مرگیا تو اب کیا کرے گا۔ اور کیسے جیے گا۔

بیٹا۔ امان جان جیسے پرندے جیتے ہین۔

جہان آرا۔ کیا کیڑے مکوڑے کھا کر؟

بیٹا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ملے گا اُس پر گزران کرون گا جیسے چڑیان کیا کرتی ہین۔

جہان آرا۔ اے غریب پرندے! کیا تو کبھی لاسے یا جو نگرٹے یا پھندے سے نہ ڈرے گا۔

بیٹا۔ اماں جان! کیوں ڈروں! غریب پرندوں کے لیے یہہ سب چیزیں تو نہیں رکھی جاتیں اس کے سوا آپ جو کچھ کہیں مگر ابا جان تو زندہ ہی ہیں

جہان آرا۔ نہیں نہیں وہ مر گئے ہیں۔ تم بن باپ کے ہو کر کیا کروگے۔؟

بیٹا۔ پہلے یہہ تو فرمایئے کہ آپ بغیر شوہر کے کیا کرینگی۔

جہان آرا۔ کیوں! میں تو بازار سے بیسیوں خرید سکتی ہوں۔

بیٹا۔ تو پھر آپ اُن کو اسی غرض سے خرید کرینگی کہ پھر فروخت کر دیں۔

جہان آرا۔ تُو اپنی پوری عقل سے بات کرتا ہے۔

بیٹا۔ اماں جان کیا سچ مچ میرے والد باغی تھے۔

جہان آرا۔ ہاں وہ باغی تھے۔

بیٹا۔ باغی کس کو کہتے ہیں؟

جہان آرا۔ جو حلف کرکے جھوٹ بولے۔

بیٹا۔ کیا وہ سب لوگ باغی ہیں جو ایسا کرتے ہیں۔

جہان آرا۔ ہر شخص جو ایسا کرتا ہے باغی ہے اور اُسکو پھانسی دینی چاہیے۔

بیٹا۔ تو کیا اُن سب کو پھانسی دینی چاہیے جو حلف کرکے جھوٹ کہتے ہیں؟

جہان آرا۔ بیشک!

بیٹا۔ اچھا اُن کو پھانسی کون دے!

جہان آرا۔ اور کون دے وہی لوگ جو ایماندار ہیں۔

بیٹا۔ پھر تو ورونگو اور جھوٹے حلف کرنے والے بڑے بیوقوف ہیں جو خاموش بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی تعداد تو اس قدر ہے کہ وہ سب ایماندار لوگوں کو مار پیٹ کر پھانسی دیدیں۔

جہان آرا۔ اے غریب لڑکے خدا تیرا نگہبان رہے۔ مگر تو بغیر باپ کے کیا کریگا۔

بیٹا۔ اگر وہ مرگئے ہوتے تو آپ اُن کے لیے روتیں اور نہ روتیں تو وہ اس بات کی ایک اچھی علامت ہوتی کہ مجھے جلد ایک نیا باپ ملنے والا ہے۔

جہان آرا۔ اے غریب بچّی تو کیسی بکواس کرتا ہے۔

(ایک قاصد آتا ہے)

قاصد۔ اے نیک بیوی خدا آپ کا محافظ ہو۔ آپ مجھے نہیں پہچانتیں مگر میں آپ کی شان اور رتبہ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ کوئی مصیبت آپ کے قریب ہو رہی ہے۔ اگر آپ ایک غریب شخص کی صلاح قبول فرمائیں تو یہاں نہ رہیے اپنے بال بچوں کے ساتھ کہیں چلی جائیے۔ آپ کو اس ڈرانے میں شاید میں ایک گنوار کا سا کام کرتا ہوں۔ مگر اس سے بدتر آفت آپ کے قریب آپہنچی ہے۔ خدا آپ کا حافظ ہو۔ میں یہاں زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔

(چلا جاتا ہے)

جہان آرا۔ میں کہاں بھاگ جاؤں میں نے کسی کا نقصان نہیں کیا ہے مگر میں بھول جاتی ہوں کہ میں اس دنیا فانی میں ہوں جہاں ضرر پہنچانا اکثر تعریف کے قابل سمجھا جاتا ہے اور نیکی کرنا بعض وقت بیوقوفی خیال کیا جاتا ہے۔ پھر افسوس میں کیوں یہ زنانی دلیل پیش کرتی ہوں کہ میں نے کسی کا نقصان نہیں کیا۔

(خونی آتے ہین)

یہہ کن کی شکلین نظر آتی ہین۔

پہلا خونی۔ تمہارا خاوند کہان ہے؟

جہان آرا۔ مین امید کرتی ہون کہ وہ کہین ایسی نجس جگہہ نہ ہونگے جہان تمہارا جیسا ناپاک شخص پہنچ سکے۔

پہلا خونی۔ وہ باغی ہے۔

بیٹا۔ بدصورت بدمعاش تو جھوٹا ہے۔

پہلا خونی۔ کیون میان انڈے (لڑکے کو خنجر مار کر) بغاوت کے بچّے!

بیٹا۔ امان جان اس نے مجھ کو مار ڈالا۔ آپ بھاگ جائیے بھاگ جائیے۔ (لڑکا مرجاتا ہے۔ جہان آرا روتی چیختی بھاگ جاتی ہے اور اس کے پیچھے خونی دوڑتے ہین)

تیسرا سین

نوران۔ بادشاہ کے محل کے روبرو

(شاہزادہ سلیمان اور داؤد مرزا آتے ہین)

شاہزادہ سلیمان۔ چلو کوئی ویران سایہ دار جگہہ ڈھونڈھکر وہان اپنی مصیبتون کا رونا روئین اور دل کو خالی کرین۔

داؤد مرزا۔ نہین بلکہ شمشیر اقبال کو مضبوط پکڑیے اور بہادر مردون کیطرح اس آفت زدہ ملک کو پنجۂ ظلم سے چھڑائیے۔ کیونکہ ہر روز نئی بیوائین روتی ہین نئے یتیم چیختے ہین اور نئی نئی مصیبتین آسمان تک شور وغل مچاتی ہین جن کی صدائے

بازگشت سے گویا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ خود آسمان ایران سے ہمدردی کرتا ہے اور اُس کے رنج و ماتم مین شریک ہوتا ہے۔

شاہزادہ سلیمان۔ جو جو کیفیت صحیح طور پر میرے علم مین آئی ہے اُسپر مین افسوس کرتا ہون اور جسکا مین تدارک کرسکتا ہون اگر وقت یاری کریگا تو بالضرور اُس کا تدارک بھی کرونگا۔ آپ نے جو کچھہ بیان کیا ہے۔ غالبًا وہ صحیح ہوگا۔ لیکن یہہ ظالم جس کا صرف نام لینے سے زبان پر پھپولے پڑتے ہین ایک وقت مین ایماندار سمجھا جاتا تھا اُس سے آپ بھی خوب محبت رکھتی تھی اُس نے اب تک آپ کو ہاتھہ نہین لگایا۔ مین تو ایک ناتجربہ کار جوان ہون اور میری ہلاکت سے شاید آپ اُس کی عنایت کے مستحق ہو سکتے ہین۔ دانشمندی اس کی مقتضی ہے کہ ایک خشمناک دیوتا کو خوش کرنیکے لیے ایک غریب کمزور اور معصوم بزغالہ ذبح کر دیا جاے

دائو دھرزرا۔ مین بے ایمان نہین ہون۔

شاہزادہ سلیمان۔ مگر نیا ورقلی خان تو ہے ایک نیک اور خدا ترس آدمی بھی شہنشاہ کے حکم سے بدل جا سکتا ہے۔ مگر مین آپ سے معافی چاہتا ہون جو کچھہ آپ مین اُس کے متعلق میرے خیالات مین کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ اگرچہ نورانی سے نورانی فرشتے بھی بے ایمان ہو گئے مین تاہم فرشتے اب بھی نورانی ہین اور ہر گو کہ جس سے بجس ہر حُسن کی شباہت پیدا کر سکتی ہی مگر حُسن ہمیشہ حسین ہی نظر آتا ہے۔

دائو دھرزرا۔ میری امیدین جاتی رہین۔

شاہزادہ سلیمان۔ شاید آپ اُن کو وہین چھوڑ آئے ہون گے جہانسے مین نے اشتباہات کو حاصل کیا ہے۔ آپ اپنے بیوی بچون کو بغیر اُن سے رخصت ہوئے کیون

چھوڑ آئے اور کیون ایسی عزیز جانون اور بیش بہا خزانون کی پروانہ کی۔ جناب
میرے شبہون کو آپ اپنی بے عزتی نہ سمجھیے بلکہ میرا محافظانہ خیال کیجیے۔ بہرحال میرا
جو کچھ خیال ہو مگر شاید آپ سچے ایماندار ہون۔

داؤد مرزا۔ اے غریب ملک لہولہان ہو جا۔ اے ظلم تو اپنی بنیاد مضبوط کر لے
کیونکہ نیکی مین جرأت نہین کہ تجھے روکے۔ اے وطن تو اپنی آفتون مین مبتلا رہ جس کا
تو مستحق ہو گیا ہے۔ خدا حافظ جناب عالی۔ اس ظالم کے قبضہ مین جو ملک ہے اگر اُس
مین تمام ہندوستان اور چین بھی شریک کر کے مجھے دیا جائے تاہم مین ایسا بدمعاش
نہ ثابت ہون گا جیسا آپ خیال کرتے ہین۔

شاہزادہ سلیمان۔ خفا نہ ہو جیئے۔ مین آپ سے یہ نہین کہتا کہ مین آپ سے
خوف کرتا ہون۔ مین جانتا ہون کہ ملک ظلم کے نیچے دبتا جاتا ہے۔ وہ روتا ہے
لہولہان ہوتا ہے۔ اور ہر روز اُس کے زخمون مین ایک نیا زخم بڑھتا جاتا ہے
اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ میرے حقوق کی حفاظت مین اور لوگ مدد کرین گے
چنانچہ اسی توران کی دوست سلطنت نے ہزارون سپاہیونکی فوج دینے کی
خواہش ظاہر کی ہے۔ مگر بایں ہمہ جب مین اُس ظالم کا سر اپنے پانون تلے کچل دونگا
یا اپنی تلوار کی نوک پر کھڑا رکھون گا تو میرے غریب ملک کی مصیبتین پہلے کی نسبت
اور بھی زیادہ بڑھ جائین گی۔ اور ملک کو اُس شخص کے ہاتھون جو تخت سلطنت
پر بیٹھے گا اس سے بھی زیادہ نقصان اُٹھانا پڑے گا۔

داؤد مرزا۔ وہ کون شخص ہو گا؟

شاہزادہ سلیمان۔ وہ خود مین ہون۔ مین اپنے ہی لیے کہہ رہا ہون۔ مین

جانتا ہون کہ مجھ میں ہمہ قسم کے عیوب اس طرح بھرے ہوئے ہین کہ جب وہ ظہور مین آئین گے تو میرے مقابلہ مین سیاہ کار نادر قلی خان برف کا سا سفید نظر آئیگا۔ اور غریب اور بدنصیب سلطنت میری بے انتہا بدکرداریوں کے لحاظ سے اُس کو ایک معصوم گوسفند خیال کرے گی۔

داؤد مرزا۔ ہیبتناک دوزخ کے کرورون شیطانون مین سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو بُرا ہو اور بدکرداریون مین نادر قلی خان سے بڑھکر ہو۔

شاہزادہ سلیمان۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ وہ شہوت پرست حریص بے ایمان۔ دغا باز خشمناک اور بد باطن ہے۔ بلکہ اُس مین ایسی ہر قسم کی خباثتین پائی جاتی ہین جو انسان مین ہو سکتی ہین۔ مگر میری اوباشی کی کوئی حد نہین۔ تمھاری بیویان لڑکیان۔ بوڑھیان اور کنواریان سب ملکر بھی میری ہوس کو پورا نہ کرسکین گی اور میری آرزو اُن تمام چیزون کو دبادے گی جو میری خواہش کی معترض ہون گی ایسے شخص کی حکومت کرنے سے نادر قلی خان کہین بہتر ہے۔

داؤد مرزا۔ بیشک بے انتہا شہوت ایک بُری بلا ہے اس سے بڑے بڑے تخت بے وقت خالی ہو گئے اور اکثر بادشاہ فنا ہو گئے ہین۔ لیکن صرف اسی وجہ سے آپ اپنا تاج و تخت لینے مین اندیشہ نہ کیجیے۔ آپ اپنی خواہشون کو جس قدر افراط سے چاہین پورا کرسکتے ہین۔ اور اُس پر بھی زمانہ کی آنکھون مین اس طرح خاک جھونک سکتے ہین کہ دُنیا کی نگاہ مین آپ بالکل سرد و سست نظر آئین۔ یہان رضامند عورتون کی قلت نہین ہے اور آپ ایسے جوان تو نہ ہون گے کہ اُن تمام لوگون سے بھی سیر نہون جو آپ کی طبیعت کا میلان دیکھکر اپنے آپ کو خود ہی نذر کردین۔

شاہزادہ سلیمان - اس شہوت کے ساتھ میرے آشفتہ مزاج میں ایسی غیر محدود حرص ہے کہ اگر میں بادشاہ ہوا تو میں امرا کو اُن کی زمینوں کے لیے قتل کر دونگا اس شخص کے جواہر اور اُس شخص کا مکان تاکونگا اور جس قدر زیادہ مال مجھے ملے گا اسی قدر میری اشتہا بڑھتی جائے گی اور اچھے اچھے نیک اور وفادار لوگوں سے ناحق جھگڑا کرونگا اور اُن کی دولت کے لالچ سے اُن کو تباہ کر دونگا۔

داؤد مرزا - حرص کی جڑ البتہ شہوت سے زیادہ نیچے دھنسی ہوئی ہے۔ اور زیادہ مضر ہے۔ شہوت صرف تابستان کا درخت ہے مگر حرص ہر موسم میں زندہ رہتی ہے اسی کی بدولت ہمارے کئی بادشاہ مارے گئے۔ تاہم اندیشہ نہ کیجیے ایران اسقدر آباد اور سرسبز ہے کہ آپ کی ہر قسم کی طمع پوری ہو سکے گی۔ یہہ عیب جو آپنے بیان کیے آپ کی خوبیوں کے مقابلہ میں قابل برداشت ہیں۔

شاہزادہ سلیمان - مگر مجھ میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ انصاف۔ صداقت۔ اعتدال۔ استقلال۔ فیض۔ تندہی۔ فروتنی۔ رحم۔ سرگرمی۔ تحمل۔ دلیری اور استحکام اور دیگر اُن تمام اوصاف کی جو بادشاہوں کے لیے لازمی اور ضروری ہیں مجھ میں بُو باس تک نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف مجھ میں ہر قسم کے عیوب کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ہو سکے تو میں صلح اور امن کو جہنم کے حوالہ کر کے تمام دنیا میں فساد مچا دوں اور اتفاق اور اتحاد کو درہم برہم کر دوں۔

داؤد مرزا - ہائے ایران! وائے ایران!!

شاہزادہ سلیمان - کیا ایسا شخص بادشاہی کرنیکے قابل ہے۔ اور میں تو ایسا ہی ہوں جیسا میں نے بیان کیا۔

داؤد مرزا۔ بادشاہت کے قابل تو کیا جینے کے قابل بھی نہین ہے اے بدبخت
سلطنت تو ایک غیر مستحق بے رحم اور ظالم کے قابو مین آگئی ہے خدا جانے تجھ کو
پہلے کی سی سعادتمندیان کب نصیب ہون گی۔ تیرے تخت کا حقدار وارث خود
اپنے بیان سے اپنے آپ کو نالائق ثابت کرتا ہے اور اپنے حسب و نسب پر دھبا
لگاتا ہے (شہزادہ سے مخاطب ہوکر) جناب آپ کے والد ماجد تو ایک ولی صفت بادشاہ
تھے اور آپ کی والدہ ایسی متقی اور پرہیزگار تھین کہ اُن کا بیشتر وقت نماز و مناجات
مین صرف ہوتا تھا۔ اور ریاضت و نفس کُشی اس حد تک تھی کہ اپنے حسابون زندہ
درگور تھین۔ بس حضرت آداب عرض ہے۔ جن عیبون کا آپ نے اقبال کیا ہے
وہ مجھکو ایران سے جلاوطن کیے دیتے ہین۔ اے دل افسوس تیری سب امیدین
ٹوٹ گئین۔

شاہزادہ سلیمان۔ داؤد مرزا! تیرے جوشِ دل نے جو صدق و خلوص سے
پیدا ہوا ہے میرے تمام وہمون اور شُبھون کو دور کر دیا ہے اور اب مین تیری
راستی اور ایمانداری پر بھروسہ کرتا ہون۔ ملعون نادر قلی خان نے اس قسم کے
اکثر فریبون سے مجھکو اپنے قابو مین لانا چاہا تھا۔ اور اس لیے دانشمندی اس
بات کی مقتضی تھی کہ جلدی کے ساتھ کسی پر بھروسہ نکیا جائے۔ مگر خدا شاہد ہے
اب مین تیری ہی ہدایت پر عمل کرون گا۔ اور مین نے جو کچھ اپنی مذمت کی ہے
اُس کو واپس لیے لیتا ہون اور جن جن بدیون کا الزام اپنے اوپر لگایا ہے انسے
اپنے آپ کو پاک و صاف ظاہر کرتا ہون وہ میری طبیعت کے بالکل خلاف ہین
مین نے آج تک کسی عورت پر آنکھ اٹھا کر نہین دیکھا ہے کبھی غلط بات زبان سے

نہین نکالی ہے خود اپنے مال ومتاع پر بھی نظر طمع نہین کی اور نہ کسی سے کبھی عہد شکنی کی ہے مین شیطان کے ساتھ بھی دغا بازی نہ کرونگا مین جان سے زیادہ ایمان کو عزیز سمجھتا ہون مین نے اوّل اوّل جو جھوٹ کہا وہ یہی تھا جو اُنہی نسبت کہا۔ مین جیسا کچھ کہ حقیقت مین ہون اُس کے لحاظ سے تمھارے اور اپنے غریب ملک کی خدمت کو حاضر ہون۔ تیرے یہان آنے سے پہلے نامور تیمور دس ہزار جری فوج کے ساتھ ایران جانے کے لیے تیار تھا۔ اب ہم سب مل کر کارروائی کرین گے اور چونکہ حق ہماری جانب ہے اس لیے خدا کے فضل سے کامیابی بھی ہم ہی کو حاصل ہوگی۔ کیون تم کچھ نہین کہتے۔

داؤد مرزا۔ ایک ہی وقت مین ایسی خوشی اور رنج کی باتین سمجھ نہین سکتا۔

(ایک طبیب آتا ہے)

شاہزادہ سلیمان۔ اچھا اب اور باتین پھر کرین گے (طبیب سے مخاطب ہوکر) کیون صاحب حضور کی سواری آج برآمد ہوگی۔

طبیب۔ ہان خداوندا بہت سے بیمار اپنے معالجہ کے لیے اُن کے آنے کے انتظار مین کھڑے ہین اُن کی بیماری کا علاج بڑے بڑے حکیمون سے نہین ہو سکتا مگر خدا تعالی نے حضور کو ایسا دست شفا عطا فرمایا ہے کہ اُس کے لگاتے ہی بیماری دفع ہو جاتی ہے۔

شاہزادہ سلیمان۔ طبیب صاحب آپ نے بڑی مہربانی فرمائی۔

(طبیب جاتا ہے)

داؤد مرزا۔ یہہ کس بیماری کا ذکر کرتے تھے۔

شاہزادہ سلیمان۔ کنٹھ مالے کا۔ اس ملک کا نیک بادشاہ اس عارضہ کا علاج ایک کرامت کے طور پر کرتا ہے۔ چنانچہ مین نے خود اس بات کا تجربہ اپنے زمانۂ قیام مین بارہا کیا ہے یہہ تو کسی کو معلوم نہین کہ وہ کیا دعا کرتے ہین مگر ایسے سخت بیمار جن کا جسم سوجا اور پھوڑون اور ناسورون سے بھرا ہوا ہو جنکو دیکھنے سے دل کانپتا ہے اور جن کے علاج سے حکماء اور اطبار عاجز آتے ہین وہ حضرت کے معالجہ سے فوراً صحیح و تندرست ہو جاتے ہین۔ وہ معالجہ صرف یہہ ہے کہ بیمار کے گلے مین ایک سونے کا تعویذ کچھہ وظیفہ پڑھکر آویزان کیا جاتا ہے اور کہتے ہین کہ یہہ علم ہر بادشاہ اپنے ولی عہد کو سکھاتا ہے۔ اس کے سوائے خدا نے اس عظیم الشان بادشاہ کو پیشین گوئی کرنے کی قوت بخشی اور اُن کے تاج و تخت کے ساتھ ایسی اور برکتین بھی منسلک کر دی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن پر خدا کی پوری رحمت ہے۔

(امیر عبد اللہ آتا ہے)

داؤد مرزا۔ دیکھیے کون صاحب آرہے ہین؟

شاہزادہ سلیمان۔ میرے ہموطن ہین مگر مین اُن کو پہچانتا نہین۔

داؤد مرزا۔ آئیے جناب سلام علیکم۔

شاہزادہ سلیمان۔ اب مین نے اُن کو پہچان لیا۔ اے خدا جلد اس سبب کو دور کر جس کے باعث ہم ایک دوسرے کو غیر سمجھتے ہین۔

امیر عبد اللہ۔ آمین یارب العالمین۔

داؤد مرزا۔ کیا ایران ابھی حالت مین ہے جس حالت مین تھا؟

امیر عبداللہ- ہائے بدنصیب وطن- اب تو اُس کی حالت بدرجۂ انتہا بُری ہوگئی ہے- ہم اُس کو اپنا مولد نہین بلکہ مدفن کہہ سکتے ہین- جہان کوئی شخص سوائے اسکے کہ وہ بالکل بے خبر ہو کبھی مُسکراتا بھی نہین- جہان اِس طرح واویلا اور نالہ وزاری ہوتی ہے کہ گنبدِ آسمان پھٹ جاتا ہے مگر اُس کی طرف ذرا بھی توجہہ نہین کرتا؛ جہان رنج شدید شادی مرگ سمجھا جاتا ہے- جہان مرثیہ کی آواز سُن کر کوئی پوچھتا تک نہین کہ کون مرگیا ہے اور جہان اچھے اچھے آدمیون کی جان جانے مین اتنا عرصہ بھی نہین لگتا جتنا ایک ایک پھول کے مُرجھانے مین لگتا ہے خاصے توانا لوگ دم بھر مین رخصت ہو جاتے ہین-

داؤد مرزا- کیا سچّا اور عمدہ بیان ہے-

شاہزادہ سلیمان- سب سے تازہ مصیبت کیا ہے-

امیر عبداللہ- جو ایک گھنٹہ پیشتر گذر چکی اُس کا بیان کرنا تو بالکل فضول ہے کیونکہ ہر لمحہ ایک نئی مصیبت پیدا ہوتی ہے-

داؤد مرزا- میری بیوی کیسی ہے؟

امیر عبداللہ- اچھی ہے-

داؤد مرزا- اور میرے سب بچّے؟

امیر عبداللہ- وہ بھی اچھے ہین-

داؤد مرزا- کیا اُس ظالم نے اُن کو نہین ستایا-

امیر عبداللہ- نہین جس وقت مین روانہ ہوا اُس وقت تک تو وہ امن مین تھے-

داؤد مرزا- جباجبا کر باتین نہ کیجیے صاف صاف کہیے کہ کیا حال ہے؟

امیر عبداللہ۔ جس وقت مین یہان آنے کے لیے تیار ہوا تھا اُس وقت افواہ تھی کہ بہت سے نامی گرامی اشخاص لڑائی کے لیے تیار ہین۔ اور مین سمجھا ہون کہ یہہ خبر صحیح ہے۔ کیونکہ مین نے دیکھا کہ غاصب کی فوج بھی آمادہ تھی۔ یہی مدد کا وقت ہے۔ آپ اگر ایران مین آجائین تو ہر قدم پر سپاہی پیدا ہو جائین گے اور ہماری عورتین بھی لڑنے پر مستعد ہو جائین گی تاکہ اُن کی شدید مصیبتین دفع ہون۔

شاہزادہ سلیمان۔ اُن کو یہہ تسکین دینی چاہیے کہ ہم وہان آتے ہین شاہ توران نے ہماری مدد کے لیے تیمور کو دس ہزار فوج سمیت دیا ہے ہفت اقلیم مین تیمور سے بڑھکر کوئی جہان دیدہ اور جنگ آزمودہ سردار نہین ہے۔

امیر عبداللہ۔ کاش کہ مین بھی ایسی تسکین دلاسکتا۔ مگر مجھے ایک ایسی خبر سُنانی ہے جو جنگل بیابان مین کہنی چاہیے تاکہ وہ کسی کے کان نہ پڑ جائے۔

داؤد میرزا۔ وہ کس سے متعلق ہے۔ عام سلطنت سے یا کسی خاص شخص سے؟

امیر عبداللہ۔ کوئی بھلا آدمی ایسا نہ ہوگا جو اس رنج مین شرکت نہ کرے گو کہ وہ خاصکر آپ ہی سے متعلق ہے۔

داؤد مرزا۔ اگر وہ مجھ سے متعلق ہے تو مجھ سے پوشیدہ نہ رکھیے جلد کہہ دیجیے۔

امیر عبداللہ۔ مین چاہتا ہون کہ آپ کے کان میری زبان سے ہمیشہ کے لیے نفرت نہ کرین کیونکہ وہ اُن کو ایک ایسی مکروہ خبر سُنائے گی جیسی اُنھون نے کبھی نہ سُنی ہوگی۔

داؤد مرزا۔ ہان ہان مین سمجھ گیا۔

امیر عبداللہ۔ آپ کے قلعہ پر دفعتاً قبضہ کر لیا گیا اور آپ کی بیوی اور بچون کو

ظالمانہ طور پر مار ڈالا۔ یہ بیان کرنا کہ کس طرح پر اُن کو قتل کیا ہے گویا اُن بےگناہوں کے ساتھ آپ کی بھی جان لینی ہے۔

شاہزادہ سلیمان۔ یا کریم الرحیم! مرزا صاحب آپ اپنے غم کو دل ہی میں نہ رکھیے بلکہ زبان سے باہر نکالیے۔ جو غم خاموش رہتا ہے وہ دل پر درد کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔

داؤد مرزا۔ کیا میرے بچوں کو بھی مار ڈالا؟

امیر عبداللہ۔ بیوی کو۔ بچوں کو۔ خدمتگاروں کو اور ہر شخص کو جو ہاتھ آیا مار ڈالا۔

داؤد مرزا۔ اور میں وہاں موجود نہیں۔ کیا میری بیوی کو بھی قتل کیا؟

امیر عبداللہ۔ میں عرض کر چکا ہوں۔

شاہزادہ سلیمان۔ صبر اختیار کیجیے۔ اور اس عظیم آفت کا معالجہ کرنے کے لیے انتقام کی دوا تیار کیجیے۔

داؤد مرزا۔ مگر اُس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ کیا میرے سب بچے مارے گئے؟ کیا آپ نے کہا کہ سب بچے قتل کیے گئے؟ اے دوزخ کے گدھ۔ کیا تو ایک ہی جھپٹ میں سب عزیز بچوں اور اُن کی ماں کو اٹھا لے گیا۔

شاہزادہ سلیمان۔ مرد کی طرح اس مصیبت کا مقابلہ کرو۔

داؤد مرزا۔ بےشک ویسا ہی کروں گا۔ مگر انسان کی طرح اس کا رنج بھی کرنا چاہیے۔ میں یہ نہیں بھول سکتا کہ مجھے ایسے لختِ جگر نصیب ہوئے تھے جن کو ہر چیز سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا۔ کیا قضا و قدر دیکھتے رہے اور اُن کی طرفداری نہ کی۔ اے گنہگار داؤد مرزا تیرے لیے اُنھوں نے اپنی جانیں کھوئیں تیرے ہی قصور کیلیے

نہ کہ اُن کی کسی خطا کے باعث۔ خدا اُن کو بہشت بریں میں جگہہ دے۔

شاہزادہ سلیمان۔ اس آفت کو اپنی تلوار کے لیے صیقل بنانا ہے۔ رنج کو غصہ سے مبدل کیجیے اور دل کو بجھانے کے عوض اور زیادہ مشتعل کیجیے۔

داؤد مرزا۔ آہ میں اپنی آنکھوں سے عورت بن کر اپنی زبان سے لاف زنی کر سکتا ہوں۔ مگر اے کریم اب میرے دل سے تمام حلم اور رحم نکال دے۔ ایران کے اُس شیطان کو میرے روبرو کھڑا کر کے میری شمشیر زنی کے مقابل کر دے اور اس پر بھی اگر وہ سلامت رہے تو معاف کر دے۔

شاہزادہ سلیمان۔ یہہ مردانہ وار سخن ہیں۔ چلیے بادشاہ کے دربار میں جائیں ہماری فوج تیار ہے۔ اور اب سوائے اس کے کہ بادشاہ سے اجازت لے لیں کسی بات کا انتظار نہیں۔ نادر قلی خان پختہ میوہ کی طرح صرف ہلا کے گرانیکے قابل ہو گیا ہے اب خدا ہماری مدد کرے۔ آپ ہر طرح سے دل کو تسلی دیجیے۔ کوئی شب تاریک ایسی نہیں ہوتی جس کے بعد روز روشن نہ ہو۔

(سب جاتے ہیں)

پانچوان ایکٹ

پہلا سین۔ مقام تبریز۔ قلعہ کا جلوخانہ

(ایک طبیب اور ایک خادمہ آتی ہے)

طبیب۔ میں نے دو رات تک تمہارے ساتھ رہکر اُس کی نگہداری کی مگر تمنے جو کچھہ بیان کیا تھا اُس کی تصدیق نہ ہوئی۔ اخیر مرتبہ وہ کب خواب میں چلتی نظر آئی تھیں

خادمہ۔ جب سے حضرت جنگ کے میدان مین تشریف لے گئے ہین تب سے مین نے دیکھا ہے کہ وہ بستر سے اُٹھکر اپنی لپشوانہ پہنتی ہین قلمدان کھول کر اندر سے کاغذ نکالتی ہین اُس کو تہ کرکے اُس پر کچھ لکھتی ہین اور پھر اُس کو پڑھکر اور مُہر کرکے سو جاتی ہین اور اس تمام عرصہ مین وہ نیند مین بھری رہتی ہین۔

طبیب۔ یہہ ایک عجیب طبیعت کی درہمی ہے کہ ایک ہی وقت مین نیند سے فائدہ اُٹھانا اور ہوشیار بھی رہنا۔ اس نیند کی حالت مین چلنے پھرنے اور دیگر حرکات کرنیکے سوا تم نے اُن کو کچھ بولتے بھی سُنا ہے۔

خادمہ۔ ہان وہ باتین البتہ مین نے سُنی ہین جو اُن کے پیٹھ پیچھے نہین کہہ سکتی۔

طبیب۔ مجھ سے تم کہہ سکتی ہو اور یہی مناسب بھی ہے کہ کہدو۔

خادمہ۔ مین نہ تو آپ سے اور نہ کسی اور سے کہہ سکتی ہون کیونکہ میرے بیان کی تصدیق مین کوئی گواہ نہین ہے۔

(نورجہان ہاتھ مین شمع لیکر آتی ہے)

دیکھیے وہ آرہی ہین اور ہمیشہ اسی طرح پر آتی ہین۔ قسم خدا کی بالکل نیند مین ہین ایکطرف کھڑے رہکر غور سے دیکھیے۔

طبیب۔ وہ شمع کہان سے لائین۔

خادمہ۔ وہ اُن کے نزدیک ہی تھی اُنکا حکم ہے کہ ہمیشہ اُنکے پاس روشنی رہا کرے۔

طبیب۔ دیکھو اُن کی آنکھین کھُلی ہوئی ہین۔

خادمہ۔ ہان مگر وہ کچھ دیکھ نہین سکتین۔

طبیب۔ اب وہ کیا کر رہی ہین۔ دیکھو کس طرح وہ اپنے ہاتھ مل رہی ہین۔

خادمہ۔ یہہ اُن کی ہمیشہ کی عادت ہے۔ اسی طرح وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ دھوتی ہوئی

نظر آتی ہین۔ مین نے اکثر دیکھا ہے کہ وہ پاؤ گھنٹے تک ایسا ہی کیا کرتی ہین۔

نورجہان۔ ابھی یہان داغ رہ گیا ہے۔

طبیب۔ سُنو وہ کچھ بول رہی ہین۔ وہ جو کچھ کہین گی اُس کو مین لکھ لون گا تاکہ مجھے یاد رہ سکے۔

نورجہان۔ اے جہنمی داغ نکل جا۔ مین کہتی ہون جاؤ۔ ایک دو۔ ارے ا پھر اُس کا وقت آگیا۔ دوزخ ایسا سیاہ ہے۔ افسوس میرے خاوند افسوس میرے خاوند افسوس سپاہی ہوکر اس طرح ڈرتے ہو کسی کو معلوم ہو جاوے تو پلا سے خائف ہونے کا کیا سبب جبکہ کوئی شخص ہم سے باز پُرس کرنے کی طاقت نہین رکھتا مگر کس کو خیال تھا کہ اُس بوڑھے کی رگون مین اس قدر خون ہوگا۔

طبیب۔ تم نے یہہ سُنا۔

نورجہان۔ امیر بوستان کی بیوی بھی تھی نا۔ وہ اب کہان ہوگی؟ کیا یہہ ہاتھ کبھی صاف نہ ہون گے۔ جناب یہہ موقوف کیجیے۔ اس طرح پر چونکنے سے آپ سب کام خراب کردیتے ہین۔

طبیب (خادمہ سے) جاؤ جاؤ تم نے وہ باتین جان لی ہین جن کو نہ جاننا چاہیے تھا۔

خادمہ۔ اُنھون نے وہ باتین کہی ہین جو کہنی نہ چاہیے تھین۔ خدا ہی جانے کہ وہ کیا کچھ جانتی ہین۔

نورجہان۔ خون کی بُو ابھی رہ گئی ہے۔ استنبول کا تمام عطر اس چھوٹے ہاتھ کو خوشبودار نہین کرسکتا۔ ہائے ہائے ہائے!!

طبیب۔ کیسی سرد آہ ہے۔ اُن کا دل سخت افسردہ ہے۔

خادمہ - خدا اُن کی تمام جاہ و حشمت کے ساتھ بھی مجھے ایسا دل نہ دے -

طبیب - اچھا - اچھا - اچھا -

خادمہ - خدا کرے اچھا ہی ہو -

طبیب - یہہ بیماری میرے تجربہ سے خارج ہے - مین نے ایسے لوگون کو دیکھا ہے جو نیند مین چلتے پھرتے تھے مگر وہ دیندار خدا ترس تھے -

نورجہان - تم اپنے ہاتھ دھو ڈالو اور اپنا رات کا لباس پہن لو - ایسے زرد نہ ہو جاؤ - مین پھر تم سے کہتی ہون کہ احمد خان دفن کیا گیا ہے وہ اپنی قبر سے نہین نکل سکتا -

طبیب - ہان - ہان ! کیا ایسا ہے ؟

نورجہان - سو جاؤ سو جاؤ - کوئی کھٹکھٹا رہا ہے - چلو چلو چلو چلو - اپنا ہاتھ مجھے دو - جو کچھ ہو چکا وہ ناکردہ نہین ہو سکتا - سو جاؤ - سو جاؤ - سو جاؤ سو جاؤ

(چلی جاتی ہے)

طبیب - کیا اب وہ سو جائین گی ؟

خادمہ - فوراً -

طبیب - نہایت بُری افواہین پھیل رہی ہین - زبون کاموں سے نا گوار تکلیفین پیدا ہوتی ہین - دل بیقرار اپنا راز اپنے سینہ سے کہہ دیتا ہے - بیگم صاحبہ کو طبیب سے زیادہ پیشوائے دین کی مدد کی ضرورت ہے اے خدا ہم سب کو معاف کر - تم اُن کی خوب خبرداری کرو اُن کے نزدیک کوئی ایسی چیز نہ رہنے دو جس سے اُن کو کسی قسم کا رنج ہو - اور ہمیشہ اُن پر نظر رکھو - اب خدا حافظ -

انھون نے میرا دماغ بالکل پریشان اور میری عقل کو حیران کر دیا ہے میں خیال کر سکتا ہون مگر بول نہیں سکتا۔

خادمہ۔ طبیب صاحب خدا حافظ۔

(جا سنے ہین)

دوسرا سین

(تبریز کے قریب ایک میدان - نوبت اور جھنڈے کے ساتھ

ناصر جنگ شوکت الدولہ امیر حسن مرزا باقر اور سپاہی آتے ہین)

ناصر جنگ۔ توران کی فوج جس کے شاہزادہ سلیمان اور تیمورسا ور نیک نام داؤد مرزا سر کردہ ہین نزدیک آرہی ہے تمام لوگون کے دلون مین انتقام کا شعلہ بھڑک رہا ہے کیونکہ ہر شخص نے جو سخت نقصان اٹھایا ہے اُس سے وہ کارزار اور خونریزی پر آمادہ ہو گیا ہے۔

امیر حسن۔ ہم اُن سے خراسان کے جنگل کے نزدیک ملین گے کیونکہ وہ اُسی راہ سے آرہے ہین۔

شوکت الدولہ۔ کیا عجب شاید شاہزادہ فرید بھی اپنے بھائی کے ساتھ ہون

مرزا باقر۔ نہین جناب مین تحقیق طور پر جانتا ہون کہ وہ نہین ہین میرے پاس سرداردن کی فہرست ہے فوج مین عبدالرحمن اور دیگر نوجوان ہین جو پہلی ہی مرتبہ اپنی شجاعت اور بہادری ظاہر کرنا چاہتے ہین۔

ناصر جنگ۔ ظالم غاصب کیا کرتا ہے؟

شوکت الدولہ۔ وہ تبریز کا قلعہ مضبوط کر رہا ہے بعض کہتے ہین کہ وہ دیوانہ

ہو گیا ہے اور بعض لوگوں کا یہہ بیان ہے کہ وہ دلیرانہ جوش کے ساتھ کارروائی کر رہا ہے۔ بہرکیف یہہ تحقیق ہے کہ وہ اپنی برخاستہ خاطر فوج کو قابو مین نہین رکھ سکتا۔

امیر حسن۔ اب اُس کو معلوم ہو رہا ہے کہ اُس کے خفیہ قتلون کا خون اُسکے ہاتھون مین چپک گیا ہے اور لحظہ بہ لحظہ نئی بغاوتین ظاہر ہو کر اُس کی عہد شکنیونکو چشم نمائی کرتی ہین۔ جو اُس کے مطیع ہین وہ مجبوری سے اُس کے حکم کی تعمیل کرتے ہین نہ کہ محبت سے۔ اور اب اُس کو معلوم ہونے لگا ہے کہ حکومت کی جو قبا اُس نے پہن لی ہے وہ اُس کے بدن پر تنگ و چست نہین بیٹھتی۔

ناصر جنگ۔ جبکہ اُس کا دل ہر وقت اُسکو ملامت کرتا ہے تو کیا عجب کہ وہ پریشان حال اور حواس باختہ ہو گیا ہو۔

شوکت الدولہ۔ اچھا چلیے اب کوچ کرین اور اُن کی اطاعت مین جھک جائین جن کی تابعداری ہم پر لازم ہے۔ چلیے اس بیمار ملک کی شفا کے لیے اپنے خون کا ہر قطرہ تصدق کرین۔

مرزا باقر۔ یا اُس قدر خون قربان کرین جس سے گل شاہی تر و تازہ ہو اور تمام خس و خاشاک اُس مین غرق ہو کر نیست و نابود ہو جائے چلو خراسان کا رخ کرو۔

(سب کوچ کرتے ہین)

تیسرا سین

تبریز۔ قلعہ کا ایک حجرہ

(نادر قلی خان اور ایک طبیب اور خدمتگار آتے ہین)

نادر قلی خان۔ میرے پاس کوئی اور خبر مت لاؤ۔ سب اُمراکو بھاگ جانے دو جب تک خراسان کا جنگل اُٹھ کر کوہ البرز کو نہ آپہونچے تب تک مجھے کسی بات کا خوف نہین ہے۔ اور وہ لونڈا سلیمان کون ہے کیا وہ عورت سے نہین پیدا ہوا ہے تمام انسانون کی حالت سے واقف کارجنھون نے مجھ سے یہہ کہا ہے کہ نادر قلی خان کچھ خوف مت کر کوئی انسان جو عورت سے پیدا ہوا ہوگا تجھ پر غالب نہ ہوسکیگا پس بھاگو اے دغاباز اُمرا جاؤ اور شکم پرست تورانیون سے مل جاؤ جس اعلیٰ دماغی سے مین حکومت کرتا ہون اور جو ہمت میرے دل مین بھری ہے وہ کبھی شبہہ سے پژمُردہ نہ ہوگی اور نہ کسی خوف سے لرزے گی۔

(ایک اور خدمتگار آتا ہے)

اے زرد رو گنوار۔ شیطان تیرا مُنھ کالا کرے تو ایسی اُلو کی صورت لیکر کہان سے آیا

خدمتگار۔ وہان دس ہزار ــــــــ

نادر قلی خان۔ بدمعاش کیا وہان دس ہزار قازین کھڑی ہین۔

خدمتگار۔ نہین خداوند سپاہی ہین۔

نادر قلی خان۔ جا جا بُزدل لونڈی۔ ذرہ اپنا چہرا کھروچ لے تاکہ اُس پر کسی قدر سرخی نظر آئے۔ ارے کمینے سپاہی کہان۔ ارے کیون اتنا پھیکا پڑا جاتا ہے اور کیون ایسا تھرا کر مرتا ہے سپاہی کون گدھے!۔

خدمتگار۔ تورانی لشکر جناب۔

نادر قلی خان۔ ارے نکل اپنا مُنھ یہان سے کالا کر۔

(خدمتگار جاتا ہے)

مخدوم بیگ!! مجھے رنج ہوتا ہے۔ جب مین دیکھتا ہون کہ۔ ارے مخدوم بیگ!! یہہ حملہ یا تو مجھکو ہمیشہ کے لیے خوش وطمئن کرے گا یا اسی وقت گرا دے گا۔ مین نے بہت زمانہ دیکھ لیا ہے اب میری زندگی کا موسم خزان پر ہے۔ اور عمر پیری کے جو لوازمات ہین یعنے عزت اور محبت اور اطاعت اُن کی بھی مجھے کوئی امید نہین ہے۔ لوگ دل سے تو مجھے کوستے ہین اور صرف زبان سے توقیر کیسے ہین؟ اور وہ بھی خوشی سے نہین بلکہ مجبوری سے۔ مخدوم بیگ۔

(مخدوم بیگ آتا ہے)

مخدوم بیگ۔ خداوند کیا حکم ہے۔

نادر قلی خان۔ اور کیا خبر ملی۔

مخدوم بیگ۔ اُس خبر کی پوری تصدیق ہوگئی جو پہلے مل چکی تھی۔

نادر قلی خان۔ جب تک میری ہڈیون پر سے گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نہ گر پڑے گا تب تک مین لڑون گا۔ لاؤ میرا بکتر دو۔

مخدوم بیگ۔ ابھی اُس کی ضرورت نہین ہے۔

نادر قلی خان۔ تاہم مین پہن لون گا۔ اور رسالہ لیکر ملک مین دورہ کرونگا اور جو لوگ خوف زدہ ہون گے اُن کو پھانسی دون گا۔ لاؤ میرا بکتر دو۔ کیون حکیم صاحب آپ کی مریضہ کیسی ہے؟

طبیب۔ خداوند بیماری تو کچھ ایسی نہین ہے مگر کچھ خیالات پریشان ہین جس کی وجہہ سے برابر آرام نہین فرما سکتی ہین۔

نادر قلی خان۔ اُس کا علاج کرو۔ کیا بیمار دماغ کی تم دوا نہین کر سکتے۔ حافظے سے کسی مستحکم غم کو نہین اُکھاڑ سکتے۔ دماغ مین نقش کی ہوئی بیقراری کو نہین مٹا سکتے اور کسی شیرین فراموش کن دوا سے بگڑے ہوئے سینے کو اُس مادے سے پاک نہین کر سکتے جو دل کے اوپر بار ڈالتا ہے۔

طبیب۔ ایسی حالت مین بیمار ہی کو اپنا علاج کرنا چاہیے۔

نادر قلی خان۔ دوا دارو کُتّون کو ڈالو۔ مجھے اُس سے غرض نہین۔ چلو بکتر پہناؤ۔ اور میرا عصائے شاہی۔ مخدوم بیگ کسی کو مخبری کے لیے بھیجو۔ حکیم صاحب! امرا میرے پاس سے بھاگ رہے ہین۔ چلو جی جلد پہناؤ۔ حکیم صاحب! اگر تم میرے ملک کی بیماری کی تشخیص کر کے اُس کو اپنی اعلیٰ حالت مین کر دو تو مین تمھاری تعریف آسمان تک کرون گا۔ نکال دو جی نکال دو۔ کونسی ریوند چینی یا سنا یا کون سا جلاب ان تورانیون کو بھگا دے گا تم نے بھی کچھ ان کی نسبت سُنا ہے۔

طبیب۔ ہان خداوند حضرت کی شاہانہ تیاریون کے باعث ہم نے بھی کچھ سُنا ہے۔

نادر قلی خان۔ بکتر میرے پیچھے پیچھے لے آؤ۔ جب تک خراسان کا جنگل کوہ البرز پر نہ آئے تب تک مین موت کی آفت سے نہین ڈرتا۔

طبیب۔ (خود سے) اگر مین تبریز سے باہر نکل گیا تو پھر کسی نفع کی بھی خواہش سے یہان واپس نہ آؤن گا۔

(سب جاتے ہین)

چوتھا سین

خراسان کے جنگل کے قریب ایک میدان

(نقارہ بجتا ہے اور جھنڈے اُڑ رہے ہین شاہزادۂ سلیمان۔ تیمور۔ عبدالرحمن۔ داؤد مرزا۔ ناصر جنگ۔ شوکت الدولہ۔ امیر حسن۔ مرزا باقر۔ امیر عبداللہ اور سپاہی کوچ بر کوچ کرتے چلے آتے ہین)۔

شاہزادۂ سلیمان۔ بھائیو مین امید کرتا ہون کہ وہ دن اب قریب آئے ہین جبکہ ہر شخص اپنے مکان مین امن و امان کے ساتھ رہ سکے گا۔

ناصر جنگ۔ بیشک اس مین کچھ کلام نہین۔

تیمور۔ یہہ سامنے کون سا جنگل ہے۔

ناصر جنگ۔ خراسان کا جنگل ہے۔

شاہزادۂ سلیمان۔ ہر ایک سپاہی اس جنگل سے درخت کی ایک ایک شاخ کاٹکر اپنے ہاتھ مین لے چلے تاکہ ہماری تعداد دشمن کو معلوم نہ ہوسکے اور جاسوس لوگ دھوکے مین آجائین۔

سپاہی۔ بہت خوب خداوند۔

تیمور۔ مین نے سُنا ہے کہ ظالم نادر تبریز مین خاموش بیٹھا ہے اور یہہ انتظار کر رہا ہے کہ ہم اُس کے قلعہ کا محاصرہ کرین۔

شاہزادۂ سلیمان۔ اسی پر اُس کی سب امیدین منحصر ہین۔ کیونکہ سب بڑے بڑے امرا اور اعزہ اُس کے دشمن ہوکر چلے گئے ہین اور اب اُس کے مطیع وہی لوگ ہین جن کو مجبوری سے اُس کی اطاعت کرنی پڑی ہے اور جن کا دل اُس کیساتھ

ہرگز نہین ہے۔

داؤد مرزا۔ خدا کرے ہمارے سب خیالات صحیح ثابت ہون۔ اب چلو جنگ مین سرگرمی سے مصروف ہو جائین۔

تیمور۔ ہان وہ وقت نزدیک آگیا ہے جب ہمین یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے کیا فائدہ حاصل کیا یا کیا نقصان اُٹھایا۔ خیالی منصوبے صرف ناپائدار امیدین دلایا کرتے ہین۔ مگر تحقیقی نتیجہ دار و گیر سے پیدا ہوا کرتا ہے لہٰذا چلیے جنگ کی کارروائی کا آغاز کیجیے۔

(سب لوگ کوچ کرتے ہوے جاتے ہین)

پانچوان سین

تبریز قلعہ کے اندر

(نادر قلی خان۔ مخدوم بیگ اور سپاہی۔ نقارون اور جھنڈون کے ساتھ آتے ہین)

نادر قلی خان۔ باہر کی شہر پناہ پر ہمارے جھنڈے لٹکا دو۔ ابھی غنیم آہی رہے ہین ہمارا قلعہ اس قدر مضبوط ہے کہ وہ کسی محاصرہ کی پروا نہین کرتا۔ دشمن جب تک چاہین یہان پڑے رہین۔ آخر وہ فاقہ اور بیماری سے مر جائین گے اگر اُن کے ساتھ ہماری فوج نہ مل گئی ہوتی تو ہم جرأت کے ساتھ اُن کے سامنے جاکر مقابلہ کرتے اور اُن کو مار کے ہٹا دیتے۔

(اندر سے عورتون کی چیخین مارنے کی آواز آتی ہے)

نادر قلی خان۔ یہہ کیا آواز ہے۔

مخدوم بیگ - حضرت یہہ زنان خانہ کی آواز ہے۔

(مخدوم بیگ دور جاتا ہے)

نادر قلی خان - اب مین نہین جانتا کہ ڈر کیا چیز ہے۔ ایک زمانہ ایسا تھا جب رات کے وقت کسیکا چلانا سنکر میرا دل سرد ہو جاتا تھا۔ اور کسی ہولناک بیان سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اب میرا دل ہیبت اور ڈراونی چیزکا عادی ہو گیا ہے اور کسی شئے سے ذرہ بھی نہین کانپتا۔

(مخدوم بیگ واپس آتا ہے)

کیون وہ آواز کاہے کی تھی؟

مخدوم بیگ - خداوند بیگم صاحبہ نے انتقال فرمایا۔

نادر قلی خان - اُن کی موت اس قدر جلد نہ آنی تھی۔ ابھی اس کا وقت نہ تھا۔ خیر اسی طرح یہ کل کل ہوتی ہوتے زمانہ گزر جاتا ہے اور بیوقوف انسان آخر قبر کی مٹی مین مل جاتا ہے۔ اے شمع چند روزہ گل ہو جا۔ زندگی صرف ایک چلتا ہوا سایہ ہے اور انسان ایک مسکین کھلاڑی ہے جو گھنٹے آدھ گھنٹے تک تماشہ ہونے کے روبرو اکڑ اکڑ کر چلتا ہے۔ مونچھون پر تاو دیتا ہے بڑی بڑی باتین کرتا ہے اور اُس کے بعد چل دیتا ہے۔ اور اس دنیا کا کل کاروبار مثل پاگل کی گفتگو اس کی سی ہے جس مین بہت کچھ جوش و خروش ہوتا ہے مگر معنی کا نام و نشان ندارد۔

(ایک چوکیدار آتا ہے)

تو کسلیے کہنے آیا ہے - جو کچھ کہنا ہو جلد کہدے۔

چوکیدار - خداوند نعمت غلام ایک بات عرض کرنے کو حاضر ہوا ہے جس کو غلام نے

اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے مگر غلام سمجھ نہیں سکتا کہ کس طرح عرض کرے۔

نادر قلی خان۔ اچھا کیا کہنا ہے جلد کہو۔

چوکیدار۔ خانہ زاد اُس پہاڑی پر پہرہ دے رہا تھا دیکھتا کیا ہے کہ خُراسان کی طرف سے جنگل چلا آرہا ہے۔

نادر قلی خان۔ جھوٹا بدمعاش کہیں کا نکل یہاں سے۔

چوکیدار۔ پیر و مرشد اگر غلام کا بیان صحیح نہ ہو جان سے مار ڈالیے یہاں سے کوئی تین گولی کے فاصلہ پر وہ جنگل آرہا ہے۔

نادر قلی خان۔ اگر تو جھوٹا ہوا تو تجھے جیتے جی درخت پر لٹکا دوں گا۔ اور اگر تیرا بیان صحیح ہے تو قیامت ہی آگئی۔ اب میری ہمت میں فرق آنے لگا اور مجھے یہہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس شیطان نے مجھ سے جو پیشین گوئی کی وہ ذو معنی تھی۔ اُس نے یہہ کہا تھا کہ جب تک خراسان کا جنگل تبریز کی طرف نہ آئے تب تک کچھ اندیشہ مت کر۔ اور اب ایک جنگل تبریز کی طرف آرہا ہے۔ ہتیار باندھو ہتیار باندھو اور باہر نکلو۔ اگر وہ جنگل جس کا یہہ بیان کرتا ہے یہاں آرہا ہے تو ہم نہ یہاں ٹھہر سکتے ہیں نہ یہاں سے بھاگ سکتے ہیں۔ اب میں اس زندگی سے تنگ آگیا۔ اور چاہتا ہوں کہ اسی وقت یہہ دنیا فنا ہو جائے۔ چلو نقارہ بجاؤ اور جنگ کے لیے آمادہ ہو جاؤ۔ طوفان آئے۔ یا قیامت! اتنا تو ہوگا کہ ہم مسلّح مر جائینگے۔

(سب جاتے ہیں)

چھٹا سین

تبریز۔ قلعہ کے روبرو

(نقارہ بجتا ہے۔ جھنڈے اڑ رہے ہین شاہزادہ سلیمان تیمور۔ داؤد مرزا اور اُن کی فوج درخت کی شاخین ہاتھ مین لیکر آتی ہے)

شاہزادہ سلیمان۔ اب نزدیک آگئے چلو اپنا ہاتھون کا حجاب دور کرو اور دکھا دو کہ تم کون ہو۔ چچا جان آپ اپنے فرزند ارجمند کے ساتھ پہلے جنگ مین مصروف ہو جائیے باقی ہم اور داؤد مرزا جو کچھ کرنا ہے وہ اپنے اپنے درجہ کے لحاظ سے کرین گے۔

تیمور۔ خدا حافظ اگر آج رات کو غنیم کی فوج ہمارے مقابلہ مین آجائے تو ہم بتا دین گے کہ ہم کس طرح لڑ سکتے ہین۔

داؤد مرزا۔ تُرہیان بجانا شروع کرو اور قتل اور خونریزی کے پُر خروش پیام رسانون کی زبانین کھولدو۔

(سب آگے بڑھتے ہین)

ساتوان سین

میدان جنگ کا ایک حصہ

(نقارہ بجتا ہے نادر قلی خان آتا ہے)

نادر قلی خان۔ دشمن نے مجھکو گویا ایک میخ سے باندھ دیا ہے۔ مین بھاگ نہین سکتا۔ اور ایک جکڑے ہوئے ریچھ کی طرح مجھ کو اکھاڑے کے اندر ہی اندر لڑنا پڑتا ہے۔ وہ کون شخص ہے جو عورت سے نہین پیدا ہوا ہے مجھے اُسی کا خوف کرنا ہے اور کسی کا نہین۔

(تیمور کا بیٹا عبدالرحمن آتا ہے)

عبدالرحمن۔ تیرا نام کیا ہے۔

نادر قلی خان۔ تو اُس کو سُن کر ڈر جائے گا۔

عبدالرحمن۔ نہین نہین اگر تیرا نام ناری سے ناری شخص کے نام سے بھی بدتر ہو تو بھی مین پروا نہ کرون گا۔

نادر قلی خان۔ میرا نام نادر قلی خان ہے۔

عبدالرحمن۔ خود شیطان لعین کا نام بھی ایسا مکروہ نہین ہے جیسا تیرا ہے۔

نادر قلی خان۔ ہان اور اُس کے سُننے سے بھی اتنا خوف پیدا نہین ہوتا جتنا میرے نام سے ہوتا ہے۔

عبدالرحمن۔ تو جھوٹا ہے ناپاک ظالم۔ اور مین اپنی تلوار سے ثابت کر دون گا کہ تو جھوٹا ہے۔

(دونون لڑتے ہین اور عبدالرحمن مارا جاتا ہے)

نادر قلی خان۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو عورت سے پیدا ہوا تھا۔ اور عورت سے پیدا ہوئے شخص کی تلوار یا ہتھیار کو مین ہیچ سمجھتا ہون۔

(چلا جاتا ہے)

(نقارہ بجتا ہے اور داؤد مرزا آتا ہے)

داؤد مرزا۔ اِس طرف سے آواز آ رہی ہے! ظالم اپنا مُنھ دکھلا۔ اگر تو میری تلوار سے نہ مارا جائے گا تو میری بیوی اور بچون کی روحین مجھے ہمیشہ ستاتی رہینگی۔ مین اُن حقیر ترکیون پر ہاتھ نہین اُٹھا سکتا۔ جو اُجرت کے واسطے لڑتے ہین۔

ناصر یا تو مین تیری جان لون گا یا اپنی تلوار کو بلا استعمال یا ثابت دھار کے ساتھ میان مین کرادون گا - تو ضرور یہان ہی ہوگا - کیونکہ اس شور و غل سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی میرے رتبہ کا شخص آرہا ہے - اے قسمت بس تو اُس سے مجھے ملا دے اس سے زیادہ اور کچھ نہین چاہتا -

(آگے جاتا ہے اور نقارہ بجتا ہے)

(شاہزادہ سلیمان اور تیمور آتے ہین)

تیمور - خداوندا اس راستہ سے تشریف لائیے - قلعہ آسانی سے ہاتھ آگیا ہے ظالم کی فوج دونون جانب لڑتی ہے - ہمارے امرا نہایت دلیری سے جنگ کر رہے ہین فتح گویا آپ کی مٹھی مین آچکی ہے - اب تھوڑا ہی کام باقی ہے -

شاہزادہ سلیمان - ہم نے ایسے دشمن بھی دیکھے ہین جو ہم پر بچا بچا کے وار کرتے تھے -

تیمور - آئیے حضرت قلعہ مین داخل ہو جائیے -

(قلعہ مین جاتے ہین اور نقارہ بجتا ہے)

آٹھوان سین

میدان جنگ کا دوسرا حصہ

(نادر قلی خان آتا ہے)

نادر قلی خان - مین کیون بیوقوف بن کر خودکشی کر لون - جب تک مین اورونکو اپنے روبرو دیکھتا ہون تب تک اُنھین کے جسمون کو زخمی کرنا بہتر سمجھتا ہون

(داؤد مرزا آتا ہے)

داؤد مرزا۔ اے جہنم کے کُتے کھڑا رہ۔
نادر قلی خان۔ مین سب آدمیون مین تجھ سے احتراز کرتا رہا ہون مگر تو ہی سامنے آتا ہے۔ میرے سر پہ تیرے خاندان کا اس قدر خون ہے کہ مین اب زیادہ خون نہین لینا چاہتا۔
داؤد مرزا۔ میری زبان نہین ہے میری زبان میری تلوار ہے۔ اے خونی غدّار تو پورا حرامزادہ ہے۔

(دونون لڑتے ہین)

نادر قلی خان۔ تو مفت مشقت اُٹھاتا ہے میری تیز تلوار سے جس قدر ہوا پہ اثر ہو سکتا ہے اُس سے زیادہ مجھ پر نہ ہو سکے گا۔ تو اپنی تلوار ایسے سر پہ مار جو زخمی ہو سکے۔ میری جان مین ایک ایسا طلسم ہے کہ کوئی شخص جو عورت سے پیدا ہوا ہو اُس کو لے نہین سکتا۔
داؤد مرزا۔ اگر ایسا ہی ہے تو اب اُس طلسم سے مایوس ہو جا کیونکہ داؤد مرزا ماں کا پیٹ چیر کر بیوقت باہر نکالا گیا ہے۔
نادر قلی خان۔ خدا کا قہر ہو اُس زبان پر جس نے یہہ بات سُنائی ہے کیونکہ اُس نے میری ہمّت توڑ ڈالی ہے اور اب کوئی شخص ایسے دغاباز شیطانون کا بھروسہ نہ کرے جو ذُومعنی باتین کہکر لوگون کو دھوکا دیتے ہین اور بڑے بڑے وعدون سے کانونکو تو خوش کرتے ہین مگر دل کو نا امیدی سے چُور چُور کر دیتے ہین مین تجھ سے لڑنا نہین چاہتا۔
داؤد مرزا۔ پھر اے نامرد مطیع ہو جا اور اس زمانہ کا ایک تماشہ بن جا جیسے ہماری

لوگ بندر وغیرہ جانورون کو زنجیر سے باندھکر تماشہ کے لیے پھرتے ہین۔ ہم بھی تجھے لیے پھرینگے اور یہہ کہین گے کہ دیکھو یہہ ظالم ا دیکھو یہہ جفا کار!!

نادر قلی خان۔ مین کبھی اطاعت نہ قبول کرون گا۔ نہ جو ان سلیمان کے قدمون پر سر رکھون گا۔ جس سے عوام الناس انگشت نمائی کرین اگرچہ خراسان کا جنگل تیر ریز کو آگیا ہے اور تو وہ شخص میرے مقابلہ مین کھڑا ہے جو عورت سے پیدا نہین ہوا تاہم مین آخر تک لڑون گا آؤ مرزا چلو زور آزمائی اور اُس شخص پر لعنت جو اول کہہ اُٹھے کہ بس۔

(لڑتے ہوے جاتے ہین نقارہ بجتا ہے)

(بازگشت کا نقارہ بجتا ہے۔ سرنائی کی آواز آتی ہے نقارہ اور جھنڈے کے ساتھ شاہزادہ سلیمان۔ تیمور۔ امیر عبداللہ اور دیگر امرا اور سپاہی آتے ہین)

شاہزادہ سلیمان۔ مین چاہتا ہون کہ جو دوست اِس وقت یہان نہین نظر آتے وہ سلامت آجائین۔

تیمور۔ کچھہ تو مرنے ہی چاہیین۔ تاہم جتنون کو مین یہان دیکھتا ہون اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بڑی جنگ مین بہت کم مارے گئے ہین۔

شاہزادہ سلیمان۔ داؤد مرزا نہین نظر آتے اور نہ آپ کا نامور فرزند دکھائی دے رہا ہے۔

امیر عبداللہ۔ آپ کے فرزند نے تو جناب ایک سپاہی کا قرضہ ادا کیا وہ زمانہ مردانگی کو پہنچنے تک ہی زندہ رہے۔ اور جب جنگ مین اپنی بے باکانہ شجاعت سے اپنی جوانمردی کو ثابت کر چکے تو مردانہ وار مر گئے۔

تیمور۔ کیا وہ مر گیا۔

امیر عبداللہ۔ ہاں اُن کی لاش میدان جنگ سے اُٹھا کر یہاں لائی گئی ہے اگر آپ اُن کی لیاقت کے لحاظ سے رنج کریں تو اس رنج کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔

تیمور۔ کیا اُس کے سب زخم سامنے ہی تھے۔

امیر عبداللہ۔ ہاں جناب سب مُنھ کیطرف ہیں۔

تیمور۔ تو وہ بیشک شہید ہے میرے جسم پر جتنے روئیں ہیں اگر اُتنے میرے فرزند ہوتے تو اُن کے لیے میں اس سے بہتر کوئی اور موت نہ سمجھتا۔ بس اُس کی اجل آ چکی تھی۔

شاہزادہ سلیمان۔ اُس کے لیے زیادہ غم کرنا چاہیئے اور وہ میں کرونگا۔

تیمور۔ زیادہ افسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سب لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ بہادری سے مرا۔ اور اپنا فرضہ عمدہ طور پر ادا کر گیا خدا اُس کو بخشے یہاں ایک اور نئی خوشی کا باعث نظر آرہا ہے۔

(داؤد مرزا نادر قلی خان کا سر لیے ہوئے آتا ہے)

داؤد مرزا۔ بادشاہ سلامت کورنش عرض ہے خدا نے حضرت کو بادشاہی بخشی ہے ملاحظہ فرمائیے یہہ اُس ظالم ملعون کا سر ہے۔ اب زمانہ آزاد ہو گیا۔ فدوی حضرت کی گرد حضرت کے ممالک محروسہ کے وہ بیش بہا جواہر دیکھ رہا ہے جو اپنے دل سے اپنے خداوند نعمت کو مبارکباد دیتے ہیں۔ مگر میں یہہ چاہتا ہوں کہ وہ بلند آواز سے میرے ساتھ یہہ کہنے میں شریک ہوں کہ خدا شاہ ایران کو سلامت باکرامت رکھے

(سب ملکر ایک آواز سے) خدا شاہ ایران کو سلامت باکرامت رکھے

(نقارہ بجتا ہے)

شاہزادہ سلیمان - مین آپ صاحبون کی محبت کا صلہ دینے مین ہرگز تاخیر نکرونگا اور آپ کا احسان ہرگز فراموش نہ ہوگا - اے میرے امرا و اعزہ آج سے مین آپ سب کو جاہی کا خطاب دیتا ہون جو اس ملک مین پہلی ہی مرتبہ دیا جاتا ہے اور اب زمانہ کی جدید حالت مین جو کچھ کرنا ہے وہ ہم مناسب وقت اور موقع پر اعتدال کے ساتھ کردین گے - ہمارے جو عقیدت مند اس ظالم کے فریب دھندے سے بچنے کے لیے دوسرے ملکون مین جارہے ہین اُن کو واپس بلالینگے - اس خونخوار قصّاب اور اُس کی شیطان صفات بیوی کے (جس نے معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی کی ہے) بیرحم کارپردازون کو ڈھونڈھ نکالین گے - اور اسکے سوا اور ضروری کامون کو انجام دیدین گے - اب مین آپ صاحبون سے فرداً فرداً اپنی شکرگذاری ظاہر کرتا ہون اور سب کو دعوت دیتا ہون کہ میری تخت نشینی کے وقت طہران مین شریک جلسہ رہین -

OSMANIA UNIVERSITY HYDERABAD

U 745

اطلاع

اس کتاب کے جملہ حقوق حسب ضابطہ بذریعہ رجسٹری
محفوظ ہیں۔ بلا اجازت مترجم کوئی شخص کلاً یا جزءً چھاپنے کا
مجاز نہیں ہے۔ ۲۹ خورداد ۱۳۲۱ف

منیجر مطبع انوار الاسلام